UNIVERSAL LIBRARY
OU-234422
UNIVERSAL LIBRARY

خلد اللہ ملکہ

اعلیحضرت

ترجمہ منظوم اردو

لوایح جامی

موسوم بہ

تجلیات دل

از نتیجۂ فکر

اشرف الحکما لقمان الدولہ افلاطون جنگ نواب محمد حیدر خان بہادر

متخلص بہ دل

مطبوعہ قاسم پریس چھلی کمان

حیدر آباد دکن

۱۳۳۱ھ

يهدى الله لنوره من يشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع نامی قایم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو — الحمد اُسیکی جب ثنا ہو
اور نعت رسول کبریا کی — حق نے خود آپ ہی ادا کی
آل اور اصحاب نبی کی — اللہ نے خود درود بھیجے
اُنکے ہیں جو تابعین کامل — اُنپر بھی سلام حق نے نازل
حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ — بندون سے ہی بسکہ ادعا تھا
مومن کو حکم حق نے آیا — جب صلّوا علیہ سلموا کا
اس حکم کا امتثال چاہئے — ورنہ کسکی مجال ہے بیان
یارب صلے علی محمد — آل اور اصحاب پر بھی بھیجو

مناجات

بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا — اور مین ہون گناہ گار تیرا
ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار — کہتا پھر کون تجھکو غفار
بندون کے نہ عیب چھپاتا — ستار لقب کہان سے پاتا
آدم نے جنان مین جو خطا کی — دنیا اُس کے بدل عطا کی
کی اُسکی خطا سے چشم پوشی — گندم کو دکہا کے جو فروشی
بخشش کرنیکو جب تو آیا — ہم نے تجھے عاصیون مین پایا
بڑہ کر کوئی اس سے کیا سند لے — نیکی پائی بدی کے بدلے
رحمت تری بڑہ گئی غضب سے — بڑہکر ہے یہی امید سب سے

رحمت کا امیدوار ہون مین
تقصیر سے شرمسار ہون مین

ادنے بخشش تیری جہان ہے
تجھپر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہون کہ مین ہون عاصی
تو مجھکو گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل
مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھسے مرا سوال کیا ہو
اس بات مین قیل و قال کیا ہو

بیحد رہی روسیاہی توبہ
توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا
وہ کام کیا جو جی مین آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری
کاٹی یون ہی اپنی عمر ساری

امید دون نے کیا کنارا
جز تیرے نہین کہین سہارا

بد ہون یا نیک ہون تو تیرا
تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہون پاس آئین تیرے
عاصی کس در پہ جائین تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے
اس شکل سے کسکو منہ دکھائے

تو نے لا تقنطوا کہا ہے — بڑھ کر امید اس سے کیا ہے
اُدعونی استجب لکم سے — ظاہر ہین نشان تیری کرم کے
بس ایک وسیلہ مین نے پایا — جو سورۂ نور مین ہے آیا
تو نور زمین و آسمان ہے — خود نور وجود دہی جہان ہے
جس نور کی دی ہے تو نے تمثیل — اک طاق مین شیشہ کی ہے قندیل
اسمین ہے چراغ اک منور — تابان ہے فلک پہ جیسے اختر
لو اسمین لگی ہوئی ہے روشن — زیتون کا پہونچ رہا ہے روغن
وہ نخل مبارک ایسی جا ہے — شرق و غرب اسکی ہی ہوا ہے
روغن اسکا ہے صاف ایسا — بالکل آتش سے ہے اچھوتا
ہرگز نہین اسکو آگ پائی — خود شعلہ کی ہے وہ زندگانی
جلتا ہے صفا یہ جسکی کافور — پاکیزگی اسکی نور پہ نور
وہ نور سے اپنے جسکو چاہے — سیدھا رستہ اسے بتائے

بندونکو خدانے دی ہے تمثیل اس نور کی جیسی شمع و قندیل
سب شئی کا علیم وہ خدا ہے دانا بینا ہے جانتا ہے
نااہل کو راز کا سُنانا اندہے کو چراغ ہے دکہانا
مصباح ہے جان دل ہے قندیل اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل
یہہ نور ہی عین ہے شفاعت ہے ساری جہان پہ جسکی رحمت
ہوتا نہ جہان مین نور پیدا ہوتا نہ ظہور حق ہویدا
وہ نور محمدی جہان ہے عالم روشن جہان جہان ہے
اس نور نبی ہی کی بدولت نازل ہوئی انبیا پہ رحمت
دی آدم کو نجات اسی نے رکھ لی حوا کی بات اسی نے
یوسف کو قید سے نکالا موسیٰ کو عدو کے گھر مین پالا
طوفان سے نوح کو بچایا یوسف کو باپ سے ملایا
سلگی جو خلیل کے لئے نار اس نار کو کر دیا ہے گلزار

یونسؑ کو ماہی سے نکالا | برسوں جس کے شکم مین پالا
ایوبؑ کو دی نجات غم سے | اور نوح کو بحر کے ستم سے
اس نور کی بس یہی ہے عادت | ہم عاصیونکی کرے شفاعت
آفت سے ہر ایک کو بچائے | محنت سے ہر ایک کو چھڑائے
بخشش کا خدا سے کام لینا | گرتا ہو کوئی تو تھام لینا
بڑھکر اب اس سے کیا ہو تمکین | دنیا کیساتھ جب ملے دین
دنیا تن اور دین جان ہے | دونون مین جدائی پھر کہان ہے
امت جسم محمدی ہے | اس جسم کی جان جو نبی ہے
تن جان پہ جان سے فدا ہے | کچھ جان سے تن نہین جدا ہے
اس تن کو ہے جان سے محبت | سو جان ہے جانکو تن سے الفت
پوشیدہ نہین ہے جان سے تن | جان پر تن عیان ہے، تن پہ روشن
دونون اک ایک کے ہین محرم | تن جان سے جان تن سے ہمدم

تکلیف ہی تن کی جانکو سہنا — غم خواری مین ہم ہے رہنا
امت کو نباہ ہے بنی سے — جیسی ہے نباہ تن کی جی سے
جسوقت نبی جہان سے اُٹھے — محضر لیکر یہان سے اُٹھے
امت کو بچانیکا تھا وعدہ — جنت دلوانیکا تھا وعدہ
محشر مین کھلیگا جب یہہ محضر — دُھل جائینگے عاصیونکے دفتر
نفسی نفسی وہان کہینگے — اپنی اپنی مین سب رہینگے
فرمائینگے صاحب شفاعت — جوش رحمت سے امت امت
بیچارون پہ رحم کھائینگے وہ — ایک ایک کو بخشوائینگے وہ
امت پہ فدا کئے نواسے — مارے گئے کیسے ہُوکے پیاسے
اللہ کی رہ مین ہوکے قربان — کردی امت کی مشکل آسان
زینب نے دی اپنے سر کی چادر — اور نذر کیا سر برادر
سجاد نے کی قبول زنجیر — امت کی رہائی کی تھی تدبیر

پایا جو حرم نے قید خانہ
عاصی امت کا تھا چھڑانا

مشکلین کسو البن بی بیون نے
دی ہمکو خلاصی قیدیون نے

جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ
امت کے لئے گذر گئے وہ

سب کچھ تھا نور کی بدولت
امت کے لئے سہی مصیبت

یارب اس نور کی قسم ہے
اور اسکے ظہور کی قسم ہے

اس نور محمدی کا صدقہ
پیاری آل نبی کا صدقہ

حق راضی ہے انکی جو رضا ہو
کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو

رکھتے ہیں ایسی کچھ وہ قدرت
صاحبزادون کو کی وصیت

اعمال سے درگذر نکرنا
رشتہ پہ مرے نظر نکرنا

رشتے ہین اگرچہ یوں ہی کے
وان ساتھ نہین کوئی کسی کے

ہان ساتھ فقط عمل رہینگے
اچھے ہون تو بر محل رہینگے

فرمان خدا ہے فرض سب پر
بندے اعلےٰ ہون یا ہون کمتر

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے | جو جمع کیا وہی اٹھائے
اللہ کو عاجزی ہے مرغوب | اُسکو تو ہے التجا ہی مطلوب
ور کو کہا - دار کو سُنا لے | اس رمز کو اہل رمز جانے
مین کون ہون میری کیا حقیقت | بس مجھکو نبیؐ کی یہہ وصیت
بندہ ہون گناہ گار تیرا | کر خیر سے خاتمہ تو میرا
تو فضل کر اپنا مین ہون عاصی | تو عدل سے اپنے دی خلاصی
جتنے ہین میرے عمل کے دفتر | خط عفو کا کھینچ اُن پہ یکسر
تو میری خطا سے درگذر کر | تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر
تیری تو شکستہ دل ہی منزل | سب سے ہے شکستہ تر میرا دل
مجھسے نہ کسی کو مانگتا ہون | مین تجھسے تجھی کو مانگتا ہون

تو خود ہو اگر میری کمائی
دنیا ہے میری میری خدائی

در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عم فیوضہما

بندہ ہے وہی یہ ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا
مجھکو ہے عقیدت تمامی — دلبستہ ہے جسکی ہے غلامی
نام پاک اُنکا شاہ خاموش — خمخانۂ صابری کے مینوش
گر اُن کا سخن کوئی سنا ہو — غوغائی خموشی ہی سنا ہو
خاموش کا جابجا ہے چرچا — اور ہند مین بجرہا ہے ڈنکا
حضرت کے ہین جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام
ہین صاحب تقو و کرامت — خاموش نے دی انہین خلافت
صاحبزادی ہین اُنکے اصغر — ہین اپنے طریق مین وہ رہبر
پیر اصغر ہے نام جن کا — ادنےٰ سگ آستان ہون اُنکا

اِن کو ملی باپ سے خلافت — یارب دونوں ہیں سلامت
دو پہول ہیں صابری چمن کے — لب ہیں خاموش کے دہن کے
وہ نور ہیں اور یہہ نور کی ضو — وہ مہر یہہ مہر کے ہیں پرتو
اسرار بہرے ہیں سینے انکے — گنج عرفان سفینے انکے
رخ سے مے معرفت برستی — آنکہونسے ٹپکے ہی مستی
وہ جس پہ نظر اٹھا کے دیکھیں — مخمور اُسکو بنا کے چھوڑیں
کوئی دل اسپہ لاکے دیکھے — کچھہ سنگ ہو جیسے وہ آکے دیکھے
پابندِ شریعت محمدؐ — رہبر و طریقت محمدؐ
اور خلقِ محمدؐی کے عامل — عرفان کے حقیقتوں ہیں کامل
چشتی اور قادری گہرانا — اور چشتیت میں صابری گہرانا
ہے دونوں طریق کی اجازت — حافظ سے ملی دکن کی خدمت
عرفان کا ہے باب صورت انکی — سائل کا جواب صورت انکی

وہ گفت و شنید کیا سناؤن — ہین قابل دید کیا بتاؤن

دل۔ دم۔ دیدونکا کہین بیان ہے — ہو حق کا ہی دم سے میل ہے یان

دل کو تار نفس سے ہے میل — دو دیدونکی تپیونکا ہے کہین میل

وہ نور جوان مین جلوہ گر ہے — اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دل مین ہے جوش

ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہراتی قدس سرہ العزیز

برسوں رہا گرچہ فیض استاد — پر حرف الف ہی رہ گیا یاد

حاجی سید خلیل ہروی — اولاد علی و آل نبوی

علم فقہ و حدیث و تفسیر — اور شرع محمدی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت — انکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی — تھا سلسلہ انکا نقشبندی

جد ہیں جن کے حسینی سادات — تھے صاحب کشف اور کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف — مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا مزہ مجھے چکھایا — رستہ اللہ کا بتایا

دل میں روشن کیا ہے ایمان — کافر کو بنا دیا مسلمان

یا رب دے انکو جنت [illegible] — یہ آل نبی ہیں زیب سادات

بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

قصیدہ

در مدح قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت فریدون فر خداوند نعمت اعلیٰحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی حضور پرنور

ہم اُنپہ فدا یہ جان و تن ہین	جو ساتوین آصف دکن ہین
عثمان و علی ہین جنکے حامی	عثمان علی ہے نام نامی
اللہ رکھے اُن کو تا قیامت	سر پر مخلوق کے سلامت
راضی اُن سے ہے سب رعایا	کیا اپنا اور کیا پرایا
قربان کرتا ہے کوئی سر کو	کرتا ہے نثار کوئی زر کو
گھر اور عیال سے ہے حاضر	جان و زر و مال سے ہے حاضر
ہر ایک کو مل رہی ہے عزت	اک ایک کو دے رہے ہین خدمت

غمگین کے غمگسار ہین وہ — پُر درد کے سوگوار ہین وہ
آباد اپنے دکن کو رکھا — شاداب اپنے چمن کو رکھا
ڈالا جس پہ چترن کا سایا — چاہا جیسا اُسے بنایا
فقرا ہین رئیس کے دعاگو — اُمرائے دکن ہین سب ثناگو
تھا پانچ برس کا میمنت سن — اور علم کی ابتدا کے تھے دن
جب سے مجھے اُنکی ہے غلامی — کاٹے سترہ برس تمامی
اسوقت سے مجھ پہ ہے عنایت — بیحد سرکار کی ہے شفقت
قسمت مین جسقدر تھا لکھا — شہزادۂ ذیکمال رہا ہے صدقا
اس سے بڑھکر نہین ہوس ہے — وہ مجھ پہ ہین مہربان یہ بس ہے
کس منہ سے شکر یہ ادا ہو — بہتر ہے کہ مین رہون دعاگو
گذرا اک سال خیریت سے — ہین تخت نشین وہ تمکنت سے
یہ بھلی گرہ پڑی ہے جسکی — تالیف ہے یادگار اسکی

یہ سال جلوس ہے جو پہلا —
سنئے پہلے مرا قصیدہ

قصیدہ

کس گل کی مہک چمن چمن ہے — کس نافہ کی بو ختن ختن ہے
کس مست کی ناک میں ہے نرگس — پھولی کیون آج یاسمن ہے
کس غیرت گل کی آرزو مین — لالہ نسرین و نسترن ہے
بلبل ہے ترانہ سنج کس کا — طوطی کیون آج نغمہ زن ہے
یاقوت بھی سرخ رو ہی کس سے — کس دُر کی ضیا عدن عدن ہے
سو جان سے فدا ہے کسپہ مرجان — کس لعل کی ضو یمن یمن ہے
کس کا ہے زبان زبان ترانہ — نغمہ سنجی دہن دہن ہے
یہ کسکی ہے جا بجا منادی — کسکی شہرت وطن وطن ہے
عشرت عشرت کی دہوم گھر گھر — نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

پھولا نہیں آج دل سماتا | کیون جسم پہ تنگ پیرہن ہے
واعقدہ ہوا تو گل کھلایہ | حسن گرہ ِ شہ دکن ہے
غنچون کو دیا صبا نے مژدہ | پھولا گل عیش سے چمن ہے
کلیان چٹخی ہین سب چمن مین | خندان اک ایک کا دہن ہے
شاخون پہ چہکتے ہین بلبل | سوسن کی زبان پہ یہ سخن ہے
وہ مہر سپہر شہریاری | جلوہ افروز انجمن ہے
ہر گل مین ہے جسکی عطر بیزی | نکہت جسکی چمن چمن ہے
جس گل کی شمیم مشکباری | نیت چین و خطا ختن ہے
ماہ و خورشید و ہفت کشور | جسکے بازو کا نورتن ہے
باذل عادل سخی ۔ دلاور | سلطان زمان شہ زمن ہے
وہ کون ؟ شہ نظام آصف | ظل سبحان ذوالمنن ہے
چارون اصحاب سایہ گستر | ہر دم تائید پنجتن ہے

تاج و تختِ تہی کا مالک — سلطانِ قلم و دکن ہے

اولے اعلیٰ گدا تو انگر — سب کے لب پر یہی سخن ہے

ای تخت نشین تمہیں مبارک — مذکور یہی دہن دہن ہے

سب کا ہے دعا میں ایک مذہب — یکدل ہر شیخ و برہمن ہے

کعبہ و کنشت اور کلیسا — سب جا یہ دعا یہی سخن ہے

جب تک اس کشورِ جہانگیں — نقدِ مہ و مہر کا چلن ہے

رفعت یہ فلک پہ اختر — اختر جب تک ضیا فگن ہے

دریا میں صدف صدف میں گوہر — جبتک گہرے او عدن ہے

جبتک نیسان سے ہر صدف کا — موتی سے بھرا ہوا دہن ہے

جبتک سبزہ ہرا بھرا ہے — جبتک گلزار پر پھبن ہے

جبتک ہے نوائے عندلیبان — جبتک گل سرخ پیرہن ہے

سرسبز رہے یہ باغ آصف — جبتک گل و بلبل و چمن ہے

یارب ہے یہہ چراغ روشن | جب تک خورشید ضو فگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق مین
مصروف دعا بجان و تن ہے

در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دوزبانکا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

اللہ کے بعد ظل سبحان | اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان
دنیا مین بھی ہین دو وسیلے | مخلوق کی پرورش کے حیلے
دستور ہے دل تو جان ہے شہ | جسم و اعضا ہین خلق اللہ
مخلوق سے ہے ادہر وہ شامل | اور شاہ سے بھی ادہر ہے واصل
دستور کو خدمت قلمدان | گویا ہے نصیب گنج فرمان

فرمان شہی قلم ہے جسکا | احکام شہی رقم ہے جسکا
شہ کی فرمانبری سی ہے کام | دستور عمل اُسی کا ہے نام
دستور کا دست اور خامہ | ہے شاہ کی آستین جامہ
جنبش مین گر آئے دست سلطان | ہو شاہ کی آستین بھی جنبان
ثالث آصف کے تھے جو دیوان | اول سالار جنگ ذی شان
راضی جس سے تھی دونون سرکار | دربار تھے جس کے دونون دربار
رکھا قانون کا ایسا دستور | مختار کے آگے سب تھے مجبور
قانون کا چلن انہین سے نکلا | اور نظم دکن انہین سے نکلا
مشہور جہان ہے جسکی توصیف | تاریخ دکن ہے پُر ز تعریف
خدمت کی ہر ایک کو جزا دی | غفلت کی ہر ایک کو سزا دی
روشن کیا جسنے علم و فن کو | ذی علم سے بھر لیا دکن کو
کچھ میری غلط نہین ہے یہ بات | حاضر ہین دکن مین چند حضرات

روشن ہے چمن سے باغبانی
ظاہر ہے بنا سے حسنِ بانی

اسوقت دکن کے ہین جو دیوان
نام انکا ہے یوسفِ علی خان

بچپن سے یہہ شتے نے کہکے پالا
دیوان کے گہر کا ہے اُجالا

لکہہ پڑہکے ہوئے علوم مین طاق
شہرت ہوئی بر زبان آفاق

جب شہ کے ہوئے یہہ حکم بردار
پایا جنگی خطاب سالار

اُس سن مین سر انکے آئی خدمت
جس سن مین تہی جد نے پائی خدمت

آئی اُسی گہر مین گہر کی دولت
جاگی پہر خاندان کی قسمت

علم و ہنر و فن و لیاقت
اصل و نسل و شرف ذکاوت

اللہ کی عطا ہے خیریت سے
موصوف کیا ہے ہر صفت سے

رہتے ہین جلیس اور شامل
ذی تجربہ و ذکی و عاقل

یوسف کا دکن مین سنکے چرچا
دیوانی بنی ہے خود زلیخا

شہ فضل سے اپنے درگذرین
یہہ عدل سے اپنے درگذریت

شہ پر اللہ کی عنایت　　دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہوں راضی　　اور شاہ دکن ہوں انسے راضی

سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے　　جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت　　آجاتی ہے نظم پہ طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک ہے کام　　آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی　　منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والوں سے تھی محبت　　پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا بنا نہ سونا　　پتھر قسمت ہی میں تھا ہونا
دریا میں رہا تو سنگ آسا　　قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت میں خدا نے دی ہے تاثیر　　گر خاک بھی ہوتے وہ اکسیر
کی میں نے بہت سی خاکساری　　چھانی اس فن میں خاک ساری

تاثیر نیائی کا ملون کی
بو تک بھی نہ آئی ان گلونکی

کیا کر سکے خاک بو کی تمیز
جو اصل مین اپنی خود ہو ناچیز

اورون کو ہوا ہے بوسی اظہار
گویا ہون مین نیا کوئی عطار

احباب نے کر کے مجھکو مجبور
یہہ کہکے دی اک کتاب مشہور

جامی کی کتاب ہے لوائح
لکھو اردو مین یہہ نصائح

کرتا تھا مین سیر مین لگن کی
اُسوقت اُسی سے دل لگی تھی

اس بحر مین لکھا مثنوی کو
وزن اُسکا پسند آیا جی کو

منظوم کئے ہین صرف معنی
موزون کرنے کو سہل جانا

آسان سمجھا تھا ابتدا مین
مشکل ہوئی چلکے انتہا مین

اصلا نہی آشنا طبیعت
اور بحر مین پائی کچھ نہ وسعت

فطرت تو ہے جز و کل مین سب جا
قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا

جرأت نے اٹھا لیا قلم کو
ہمت نے بڑھا دیا قدم کو

ہون یا نہون شعر شاعرانہ
پر دل مین ہے ذوق عاشقانہ

اس مین کچھہ نقص و عیب اگر ہو
اُمید کہ اُس سے درگذر ہو

آئے جو پسند بات میری
اغلب ہے کہ ہو نجات میری

پہلی ہے گرہ جلوس شہ کی
تالیف ہے یادگار یہہ بھی

مدح شہ اس کی مشتمل ہے
نام اسکا تجلیات دل ہے

منظوم اک شرح بھی ہے اسکی
ہے بحر مین من نگین کی دہ بھی

یہہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
خمخانہ دل مین مسن ہے اسکا

۱۳۳۱

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

حق

حق حق

لوایح جامی

تجلیاتِ دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناءٍ یعود الیک
جل عن ثنائی جناب
قدسک انت کما اثنیت
علیٰ نفسک ۃ

خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم و ستایش تو
بر تو نمی شماریم ہرچہ در صفحات کائنات از جنس اثنیہ
و محامد است ہمہ بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب بے حد ثنا ہے تیری
گننے کی نہیں مجال میری

امکان ثنا نہیں ہے مجکو
سب حمد پہونچ رہی ہے تجکو

تو نے جو حمد اپنی کی ہے
حق یہ ہے کہ حمد بس یہی ہے

کم حمد و ثنا سے ہے میری
ذیشان ہے بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہے میری
کسطرح کریگی حمد باری

کب تیری سپاس کے ہے قابل
خود اپنے ہی عجز کی ہے قائل

صفحات جہاں میں جتنی تصنیف
ہے عظمت کبریا کی تعریف

حامد کی ہو سب خدائی
ہے تیری ہی شان کبریائی

از دست و زبانِ ما چہ آید کہ سپاس و ستایش تراشاید
توچنانی کہ خود گفتہ و گوہر ثنا تو آنست کہ خود سفتہ

رباعی

آنجا کہ کمال کبریائی تو بود | عالم نمی از بحر عطائی تو بود
ما را چہ حدِ حمد و ثنائے تو بود | خود حمد و ثنا تو سزائی تو بود

جائیکہ زبان آورِ انا افصح العرب والعجم علم فصاحت انداختہ و خود را در ادارِ ثنا تو عاجز شناختہ ہر شکستہ زبانی را چہ امکانِ زبان کشائی۔ و ہر آشفتہ رائے را چہ یارائے سخن آرائی۔ بلکہ اینجا اظہارِ اعتراف بعجز و قصور عین قصور است۔ و زبان سرور دنیا و دین درین معنی مشارکت عشق از حسن ادب دور

ہے کون جو ہو ترا ثنا گو　　بے دست و زباں ہے کیا دُعا گو

منھ کیا جو کرے تری ستایش　　تیری ہی جہان جہان نمایش

گوہر تیرا تری ثنا ہے　　تو نے ہی اِسے پرو لیا ہے

جس جا ہے کمالِ کبریائی　　اُس بحر کا نم ہے یہ خدائی

ہم مین کب قدرتِ ثنا ہے　　خود حمد تری تجھے بجا ہے

ملکِ عرب و عجم مین ہر جا　　بجتا تھا زبان کا جسکی ڈنکا

ایسے افصح کا یہ بیان ہو　　پنچا جسکا یہان نشان ہو

عاجز ہو جہان فصاحت آرا　　اُسجا ہے زبان کو کس کی یارا

ٹوٹی ہوئی زبان والے　　ہکلے ہکلے بیان والے

ایسی حالت ہو جب ہماری　　کس منھ سے کرین ثنا تمہاری

اظہار خطا یہان خطا ہے　　شرکت سرور سے ناروا ہے

اب عذر گنہ قصور ہے یان　　شرکت بھی ادب سے دور ہے یان

رباعی

من کیستم اندر چه شمارم چه کسم
تا همسری سگانش باشد هوسم
در قافله که اوست دانم نرسم
این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْفَائِزِيْنَ
بِبَذْلِ الْمَجْهُوْدِ وَنَيْلِ الْمَقْصُوْدِ
وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا
اِلٰهِيْ اِلٰهِيْ خَلِّصْنَا
عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِيْ
وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ

کتب خانہ

ناچیز ہون کس شمار مین ہون	جسکے کتونکا ساتھ بھی دون
ہے دور اُسکا قافلہ ہے	اور پست ہمارا حوصلہ ہے
اس قافلہ تک ہوس ہی پہونچے	اسجا بانگ جرس ہی پہونچے
یارب جو حبیب ہین محمدؐ	پہونچا اُن پر درود بیحد
صلوات خدا اُسے بجا ہے	وہ حمد کا ناصب لوا ہے
جسکو ہے عطا مقام محمود	اُمت کی شفاعت اسکا مقصود
آل و اصحاب ہین جو فائز	ان پر بھی درود حق ہے جائز
اللہ و رسول کے ہین پیارے	ہم عاصیونکے یہ ہین سہارے
جد و جہد اور دقتون سے	پایا مقصود محنتون سے
بیحد اُنپر سلام پہونچا	ہر دم ہر صبح و شام پہونچا
دنیا سب کہیل ہے تماشا	اُس سے ہمکو بچا خدایا
اس لہو و لعب سے تو بچا دے	اشیار کی تحقیقین دکہا دے

غشاوۂ غفلت از بصر بصیرت ما بکشا ئے و ہر چیزے را چنانکہ ہست بما بنمائے نیستی را در صورت ہستی برما جلوہ مدہ و از نیستی بر جمال ہستی خود پردہ منہ۔ این صور خیالی را آئینۂ تجلیات حسن جمال خود کن۔ نہ علت حجاب و دوری و این نقوش وہمی را سرمایۂ دانائی و بینائی ما گردان۔ نہ آلت جہالت و کوری محرومی و مہجوری ما ہم از ماست۔ مارا با ما مگذار و مارا از ما رہائی کرامت کن۔ و با خود آشنائی ارزانی دار

رباعی

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ ۔ آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ

در راہ خود اول ز خودم بیخود کن ۔ آنگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

آنکھوں سے اُٹھا حجاب غفلت
روشن کر دیدۂ بصیرت

جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت
ہمکو تو دکھا دے اُسکی صورت

جلوہ اس نیستی کا ہمپر
ہو جائے کہین نہ ہست بنکر

اپنی ہستی یہ نیستی کا
ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا

ہین ساری یہ صورتین خیالی
مرآت تجلی جمالی

ان سے پائین تری حضوری
بنجائین کہین نہ وجہ دوری

یہ نقشے جو وہم کی ہے کہنچی
دانش کی بنا ہماری پونجی

سارے یہ نقوش رنگ والے
اندھے پن کے بنین نہ آلے

تجھ سے ہین ہو رہے محروم
ہم آپسے ہین ہوا یہ مفہوم

ہمکو ہمسے رہا تو کر دے
اور آپسے آشنا تو کر دے

دل پاک دے اور جان آگہ
آہ شب و گریۂ سحرگہ

اول مجھسے مجھے بھلا دے
پھر ہستی مین اپنی رہ دکھا دے

رباعی

یارب همه خلق را بمن بدخو کن | وز جمله جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من صرف کن از هر جهتی | در عشق خودم یکجهت و یکرو کن

رباعی

یارب برهانیم ز حرمان چه شود | راهی دهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی | یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

رباعی

یارب ز دو کون بی‌نیازم گردان | وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان | زان ره که نه سوی تست بازم گردان

تمهید

این رساله ایست

مسمی به لوائح در بیان

بیخود اپنے سے آپ ہوکر … کون راہ تری خودی کھوکر

سبکو بدخو مرا بنا کر … سب سے یکسو مرے خدا کر
ہر سمت سے پہیر دل کو میرے … سب کے دل ہاتھ میں ہیں تیرے
اپنی الفت میں مجھکو یکسر … یک سو یکرنگ یک جہت کر

حرمان سے ہمیں بچا ہی دیتا … کوئی عرفان دکھا ہی دیتا
جو گبر تھے کافر دین شیطان … تو نے سبکو کیا مسلمان
اک گبر جو رہ گیا ہی پنہان … اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دے … اور افسر فقر سر پہ دہر دے
گر راہ طلب میں مجکھو محرم … اس راز سے رکھ مجھے تو ہمدم
تجہ تک جو راستہ نہ ہو مجھے … اس راہ سے مجکو پہیر دے

تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوائح … اسمیں عرفان کے ہیں نصائح

معارف و معانی کہ بر الواح اسرار ارواح ارباب عرفان و اصحابِ ذوق و وجدان لائح گشتہ بعبارات لائقہ و اشارات رائقہ متوقع کہ وجودِ مقصدیِ این بیان را نزبینند۔

و بر لبساطِ اعراض و سماط اعتراض نہ نشینند۔ چہ او را درین گفتگو نصیبی جز منصب ترجمانی نیست۔ و بہرۂ غیر از شیوہ سخن رانی نے۔

رباعی

من ہیچ و کم ز ہیچ ہم بسیارے
از ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے

ہر سر کہ ز اسرار حقیقت گویم
زاںم نبود بہرہ بجز گفتارے

ہی شرح معارف و معانی | اسرار ہین اس مین سب نہانی
ق
ارباب شہود و اہلِ عرفان | اصحابِ مذاق و اہلِ وجدان
یہ لوگ ہین صوفیانِ کامل | علم باطن تھا اُن کو حاصل
اسرار بھرے ہین سینے انکے | گنج عرفان سفینے اِنکے
روشن اُن پر جو کچھ ہوا ہے | مین نے ظاہر اسے کیا ہے
لائق فایق عبارتون مین | پاکیزہ وصاف اشارتون مین
کاتب کو حروف کے نہ دیکھو | اور اُسکے بیان سے منھ نہ پھیرو
اور کیجے نہ اعتراض اسپر | عارف کو ہی اعتراف جسپر
گویا وہ ہین لفظ مین زبان ہون | صرف اُنکے بیان کا ترجمان ہون
سچ پوچھو تو مین وہی سخندان | یان صرف ہی شیوہ سخن ان

مین ہیچ ہون ہیچ سے بھی کمتر | ہی ہیچ کا ہیچ کام اکثر
اسرار خدا جو کھولتا ہون | عارف ہی کے قول بولتا ہون

رباعی

در عالم فقر بے نشانی اولیٰ — در قصۂ عشق بے زبانی اولیٰ
زان کس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود — گفتن بطریق ترجمانی اولیٰ

رباعی

گفتم گہری چند چو رو شنخردان — در ترجمہ حدیث عالی سندان
باشد زمن ہیچمدان معتمدان — این تحفہ رساند بشاہ ہمہ دان

لائحہ اول

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ پ ۲۱

حضرت بیچون کہ ترا نعمت دادہ است و در درون تو جز یک دل نہادہ است تا در محبت او یکرو باشی و یکدل۔ واز غیر او معرض وبرو مقبل نہ آنکہ یکدل را بصد پارہ کنی۔ و ہر پارہ را در پے مقصدے آوارہ کنی

ہی عالم فقر لامکانی | بہتر اس جا ہی بے نشانی
کچھ اور ہے عشق کی کہانی | لازم اس مین ہی بے زبانی
تا اہل سے راز کیا کہو مین | بہتر ہے جو ترجمان ہون مین
مثل رہ وتن دل وخرد مند | مین نے موتی پرو لئے چند
جسکا مانا ہوا بیان ہے | یہ شرح اسی کی ترجمان ہے
اس ہیچمدان کا معتمد سے | شاہ ہمہ دان کو تحفہ پہونچے

تجلی پہلی

دنیا مین خدا نے آدمی کو | یک سینہ مین دل نہین دئے دو
جو نعمت حق تجھے عطا ہے | اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے
تا عشق مین اسکے ہو کے یکرو | دلکو رکھے تو اسی نے یکسو
منھ پھیر کے اپنا ماسوا سے | ور رکھے لگی ہوئی خدا سے
کرنا ایسا نہ تو خدارا | اس ایک ہی دل کو پارا پارا

رباعی

ای آنکہ بقبلۂ بتان دوست ترا　　بر مغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در پے این و آن نہ نیکوست ترا　　یک دل داری بس است یک دوست ترا

لائحۂ دوم

تفرقہ عبارت از آنست کہ دل را بواسطۂ تعلق بامور متعددہ پراگندہ سازی۔ وجمعیت آنکہ از ہمہ بمشاہدۂ واحد پردازی۔ جمعے گمان بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقۂ ابد ماندند۔ وفرقۂ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند۔

قبلہ ہی توں کی سمت تیرا | ہی مغز کا پوست تیرا پردا
کیا کیا دل مین ترے ہوس ہے | اک دل ہی تو ایک یار بس ہے

تجلّی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنیٰ | دلکو ہر جائی سے بنانا
جمعیت کا یہ معنیٰ جانو | سب پر بس ایک ہی نظر ہو
بعضوں کا یہان گمان یہی ہے | جمعِ اسبابِ دنیوی ہے
جو سمجھے ہین جمع کا یہ معنی | اسباب جہان کا جمع کرنا
بس تفرقۂ ابد مین ہین وہ | گمراہ ہین راہ بد مین ہین وہ
اور جس نے یقین سے یہ جانا | اس جمع کو صدق سے یہ مانا
یعنی اسبابِ وارِ دنیا | بے شبہہ سبب ہی تفرقہ کا
لو اپنی لگا کے اپنے رب سے | دھو بیٹھے ہین اپنے ہاتھ سب سے

رباعی

ای درد دل تو مہر از مشکل ہمہ
چون تفرقۂ دلست حاصل ز ہمہ
مشکل شود آسوده ترا دل ز ہمہ
دل را بیکی سپار و بگسل ز ہمہ

رباعی

مادام کہ در تفرقۂ وسواسی
واللہ تو نہ مردمی نسناسی
در مذہب اہل جمع شرّ الناسی
نسناسی خود ز جہل می‌نشناسی

رُباعی

ای سالک رہ سخن ز ہر باب مگوئے
جُز راه وصولِ ربِّ ارباب مپوئے
چون علّتِ تفرقہ است اسبابِ جہان
جمعیتِ دل ز جمع اسباب مجوئے

تیرا دنیا مین لگ گیا دل
اسباب جہان جہان جہان ہے
ہی تفرقہ دل کا سب سے حاصل

اسمین ہی طرح طرح کی مشکل
دل کو آسودگی کہان ہے
تب چھوڑ کے دیدی ایک کو دل

جبتک اس تفرقہ مین تو ہے
مذہب یہی اہل جمع کا ہے
انسان انسان ہین کہینگے
نادانی سے اپنی ہو تو جاہل

وسواس کی تیرے مین بو ہے
انسانین سب سے تو بڑا ہے
نسناسو نہین تجھے گنینگے
نسناسی سے ہی اپنی غافل

اے سالک رہ بنا نہ باتین
جز راہ خدا گذر نہ کرنا
اسباب جہان سے پانہ ذلت

گمراہی کی ہین سب یہ گھاتین
اس راہ سے در گذر نکرنا
ساری ہی یہ تفرقہ کی علت

جمع اسباب مین تو تو ہے
جمعیت دل کی جستجو ہے

رباعی

ای دل طلب کمال در مدرسہ چند
تکمیل اصول حکمت و هندسہ چند
هر فکر کہ جز ذکر خدا وسوسہ است
شرمے ز خدا بدار این وسوسہ چند

لایحہ سوم

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ همہ جا حاضر است و در همہ حال بظاهر و باطن ناظر است زهے خسارت کہ تو دیده از لقائے او بر داشتہ سوئے دیگر نگری و طریق رضائے او بگذاشتہ راه دیگر سپری ⁂

ایدل کبتک رہیگا طالب	ہی ذوق کمال تجہپہ غالب
کیا تجکو ملے گا مدرسہ مین	حکمت درا صول و ہندسہ مین
جس فکر مین ہو نہ ذکر باری	وسواس کی فکر ہے وہ ساری
بچنا وسواس کی بلا سے	کچھ تو شرما ذرا خدا سے

تجلی تیسری

وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ	سب جا موجود رہنے والا
سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر	ان پر سب حال مین ہی ناظر
صد حیف تو اسمین پائی نقصان	پہر جائے تو جاتے تیرا ایمان
منھہ پہیرکے یار کے لقا سے	آنکھ اپنی لڑاے ماسوا سے
اور اسکی رہ رضا کو چہوڑے	منھہ اور ہی سمت اپنا موڑے

بہٹکے جو تو راہ چلتے چلتے
رہجائے گا ہاتھ ملتے ملتے

رباعی

آمد سحر آن دلبر خونین جگران
گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران
شرمت بادا که من سوی تو نگران
باشم تو نهی چشم بسوی دگران

رباعی

ماییم براہ عشق پویان همه عمر
وصل تو بجد و جهد جویان همه عمر
یکچشم زدن خیال تو پیش نظر
بهتر که جمال خوبرویان همه عمر

لائحہ چہارم

ماسوای حق عز و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم۔ و صورتش موجودیست موہوم۔ دیروز نه بود داشت و نه نمود و امروز نمودیست بے بود۔ و پیداست که فردا از وے چه خواهد کشود

خونین جگرون کا یار دلبر — بولا اک صبحدم یہ آکر

تجھسے ہوئی جان دق ہماری — دلبر ہی اُسی کا بوجھ بھاری

شرما تو ہی خطا پر اپنی — نازان ہی تو اِس ادا پر اپنی

تجھ پر تو رہے نگاہ میری — اغیار پہ ہو نگاہ تیری

ہم عشق مین اپنی عمر کھو مین — اور وصل مین جانسے ہاتھ دہو مین

آنکھو مین خیال اسکا ہر پل — عالم کے جمال سے ہے بیکل

تجلی چوتھی

خلاق جہان کے جو سوا ہے — بس اسکو زوال ہی فنا ہے

اعیان مین ہی حقیقت اُسکی معلوم — خارج مین وجود اس کا معدوم

اعیان مین ہی صورت اِسکی مفہوم — عالم مین خیال کے ہی موہوم

کل اسکا نمود تھا نہ تھی بود — ہی آج نمود غیر موجود

اِس بود و نمود سے ہے پیدا — کل دیکھئے اِس سی کیا کھلیگا

زمام انقیاد بدست آمال واماني چه دہی۔ وپشت اعتماد برین مزخرفاتِ فانی چہ نہی دل ازہمہ برکن۔ ودر خدائے بند۔ وازہمہ بگسل وباخدائے پیوند اوست کہ ہمیشہ بود۔ وہمیشہ باشد۔ وچہرہ کہ بقایش را خار ہیچ حادثہ نخراشد۔

رباعی

ہر صورتِ دلکش کہ ترا روی نمود
خواہد فلکش زود زچشمِ تو ربود
رو دل بکسے دہ کہ در اطوارِ وجود
بوداست ہمیشہ باتو و خواہد بود

رباعی

رفت آنکہ بقبلۂ بتان رو آرم
حرفِ غمِ شان بلوحِ دل بنگارم
آہنگ حمالِ جاودانی دارم
حسنیکہ نہ جاودان از و بیزارم

ارمانون مین تو کیون گھرا ہے
کیون دارِ فنا کا مبتلا ہے

فانی یہ کیا ہے کیون بھروسا
ہین سب یہ مزخرفات بیجا

دنیا سے تو اپنا دل اُٹھا کر
اللہ سے اسکو آشنا کر

ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھا لے
ہو جا اللہ کے حوالے

باقی نہ یہان کوئی رہیگا
وہ ہو وہی تھا وہی رہیگا

اور اسکی بقا مین کوئی حادث
ہوتا ہی نہین فنا کا باعث

صورت دلکش نظر جو آئے
اسکو تجہ سے فلک چھڑا لے

دل اُس سے ملا مزا لیگا
جو ساتھ ہو تیرے اور رہیگا

وہ وقت گیا گیا زمانا
قبلہ بتحالے کو بنانا

دل پر اسکے فراق و غم کا
پورا ہوا حوصلہ ستم کا

سب ہے مقصد جمال جاودانی
بیزار ہون تجہ سے حسنِ فانی

رباعی

چیزیکه نه روی در بقا باشی ازو | آخر هدف تیر فنا باشی ازو
از هرچه بمردگی جدا خواهی شد | آن به که بزندگی جدا باشی ازو

رباعی

ای خواجه اگر مال و اگر فرزند است | پیداست که مدهٔ بقایش چند است
خوش آنکه دلش بدلبری در بند است | کش با دل و جان اهل دل پیوند است

لائحہ پنجم

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال والافضال است
هر جمال و کمال که در جمیع مراتب ظاهر است
پرتو جمال و کمال اوست۔ آنجا تافته ارباب
مراتب بدان سمت جمال وصف کمال یافته۔ هر کرا
دانائی دانی اثر دانائی اوست۔ و هرکجا بینائی بینی ثمره بینائی است

گر تو رہے لا بقا پہ مائل — ہو گا تیر فنا کا گھائل
مر کر تو جدا ہو گر کسی سے — چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے
زر ہو ترے پاس یا کہ فرزند — ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان و دل سے اپنے — ملجائے جو جا کے اہل دل سے

تجلی پانچوین

ایسا ہے جمیل میرا صاحب — اطلاق اسکے لئے ہو واجب
اور ہو وہی ذوالجلال والافضال — رکھتا نہین کوئی اپنی تمثال
جس شئے مین جو ہو جمال ظاہر — جس چیز مین ہو کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہو یہ ضو — اسکے ہی کمال کا ہو پرتو
سب جا روشن ہو نور اسیکا — ہر ایک مین ہو ظہور اسیکا
کوئی دانا یہان اگر ہے — اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو تری نظر مین بینا — اسکی بینائی کا ہو ثمرا

وبالجملہ ہمہ صفات اوست کہ از اوج کلیت و اطلاق تنزّل فرمودہ۔ در حضیض جزوئیتہ وتقید تجلی نمودہ۔ تا تو از جزو بہ کل راہ بری۔ واز تقید باطلاق روئے آوری نہ آنکہ جزو را از کل ممتاز دانی وبمقید از مطلق باز مانی۔

رباعی

رفتم بہ تماشای گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بناز
من اصلم وگلہائے چمن فرع من است
از اصل چرا بفرع میمانی باز

جتنے مطلق صفات ہین کل — کلی سے کئے ہین یان تنزل
جزدی مین فرو دیا گئے ہین — تقیید جہان مین آگئے ہین
اسدم تجھسے یہی ہے امید — اطلاق مین جا تو چھوڑ تقیید
اِس جزو سے کل کی راہ لینا — اِس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا — دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
تقیید مین یون تو رہ نجائے — مطلق سے کہین تو رہ نجائے

کرتا تھا گلون کا مین تماشا
اِس باغ مین شمعرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جز ہون یہ گل ہین میری ڈالی
جز چھوڑ کے شاخ کی ہوا لی

رباعی

از لطفِ قد و صباحت چہ کنی | ور سلسلۂ زلف مجعد چہ کنی
از ہر طرفے جمال مطلق تابان | ای بیخبر از حسن معید چہ کنی

لائحہ ششم

آدمی اگرچہ بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نہایت لطافت است بہرچہ روئے آرد حکمِ آن گیرد۔ و بہ ہرچہ توجہ کند رنگ آن پذیرد ولہذا احکما گفتہ اند

چون نفسِ ناطقہ بصور مطابق حقائق متجلی شود وباحکام صادق آن متحقق گردد

لطف قامت سے کیا ملیگا
اچھی صورت کو کیا کریگا

کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا
کیون مار کو یار اپنا سمجھا

ہوگا تیرا نہ یہ مؤید
نادان یہ حُسن ہے مقید

حُسن اسکا ہی ہر طرف نمایان
مطلق ہی جمال جسکا تابان

تجلی چھٹی

انسان سے ہی جسم مین کثافت
ہی روح کی وجہ سے لطافت

جس سمت ہوا اگر یہ مائل
کرتا ہی اُسی کا حکم حاصل

جس چیز پہ دل سے آئیگا وہ
اس چیز کا رنگ لائیگا وہ

حکما نے یہ قول جو کہا ہی
بالکل وہ درست ہی بجا ہے

صورتین مطابق حقایق
ظاہر ہو جبکہ نفس ناطق

احکام اُسکے ہون جتنے صادق
ق
تحقیق سے آئین جب موافق

عبارت کانّہا الوجود کلّہ وایضًا

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی وکمال اشتغال بدین پیکر ہیولانی چنان شدہ اند کہ خودرا ازان باز نمیدانند وامتیاز نمی توانند

وفی المثنوی المولوی قدس سرّہ

ای برادر تو ہمین اندیشۂ	مابقی تو استخوان وریشۂ
گر گلست اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہمہ گلخنی

پس باید کہ بکوشی۔ وخودرا از نظرِ خود بپوشی وبر ذاتی اقبال کنی۔ وبحقیقتے اشتغال نمائی کہ درجات موجودات ہمہ مجالئِ جمال او نیند ومراتب کائنات مرائی کمالِ او۔ ودرین نسبت چندان مداومت نمائی کہ باجان تو درآمیزد

صارت کا نہا الوجود کل | بس ہو گیا کل وجود بالکل
جسم و پیکر مین عام خلقت | شدت سے ہوئی ہی محو حیرت
آتی نہین اس سے باز ہرگز | رکھتی نہین امتیاز ہرگز

مضمون یہ جناب مولوی سے
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر مین ہو تو اے برادر | ہڈی جسے ہین تیرا پیکر
گل کی جو ہی وہ ہین تو گلشن | کانٹا ہی تو بنگیا ہے گلخن
لازم کوشش ہی تجھکو ایسا | اپنی ہی نظر مین آپ جیسا
بہتار ہے جسکی ذات کا دم | ہو اسکی حقیقتون سے محرم
یعنی اشیاء جہان کی ساری | ہین جلوہ گہ جمال باری
عالم کے مراتب اور درجات | اسکے ہی کمال کے ہین آیات
کچھ دن نسبت یہ کھینچے پیہم | یانتک کہ ہو تیری جان ہمدم

و هستی تو از نظر تو برخیزد اگر بخود روی آوری روی بااو آورده باشی۔ و چون از خود تعبیر کنی۔ تعبیر از و کرده باشی۔ مقیّد مطلق شود۔ و انا الحق هو الحق گردد۔

رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزی چند
اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

رباعی

ز آمیزش جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی که من برفتم ز میان
گر من گویم ز من توئی مقصودم

ہستی کا تری نہوا اثر کچھ	تجکو نہ ہے تری خبر کچھ
اپنی جانب جو رخ ہو تیرا	اُسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا
جس بات کو تو کہے کہ میری	وہ بات اسکی ہو نہ تیری
تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق	ہوجاۓ انا الحق اب ہو الحق
گل کی دہن تہی بنگیا گل	بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل
تو جزو ہے اور کل خدا ہے	اس جزو سے کل کہان جدا ہے
اس فکر مین تو اگر رہے گا	گل کی دہن ہی مین گل بنیگا
جبدم تن جان سے ملا ہی	تو ہی مقصد مرا بنا ہے
باقی تو رہے مین اب فنا ہون	خود آپ مین آپ کہو گیا ہون
مرنا جینا جو کچہ مرا ہے	تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مین ہی تیری
مین سے تو ہی غرض ہی میری

رباعی

کے باشد و کے کہ باہستی شدہ شق — تابان گشتہ جمالِ وجہ مطلق
دل در سطواتِ نور او مستہلک — جان در غلباتِ شوق و مستغرق

لائحہ ہفتم

ورزش این نسبت این شریفہ می باید کرد بر وجہیکہ در ہیچ وقتے از اوقات وحالتے ازان حالات خالی نباشی چہ در آمدن و رفتن وچہ در خوردن وخفتن۔ وچہ در شنیدن وگفتن۔ وبالجملہ در جمیع حرکات وسکنات حاضر وقت می باید بود۔ تا بطالت نگذرد بلکہ واقف نفس باشی تا بغفلت بر نیاید۔

ہستی کا کہین لباس شوق | چمکے جس سے جمال مطلق
دل محوِ تجلیِ خدا ہو | جان اسکے ہی شوق مین فنا ہو

تجلی ساتوین

نسبت کی بڑہا کے دل مین خواہش | لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت | اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کہاتے اور آتے جاتے | باتین سنتے بہی اور سناتے
جملہ حرکات ہون کہ سکنات | مصرف رکھ ان مین اپنی اوقات
یادِ حق سے ہو تو باہر | ناظر دیدہ وسے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکہنا | حق کی باتون پہ گوش رکہنا
اس بات مین اب نہ کاہلی کر | غفلت سے یہان نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے | اس رہ سے قدم پہسل نہ جائے

رباعی

رخ گرچہ نمی نمائیم سال بسال
حاشا کہ بود مہر ترا وہم زوال
دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال
در دل ز تو آرزو و در دیدہ خیال

لائحہ ہشتم

ہمچنانکہ امتدادِ نسبت مذکورہ بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست ہمچنین ازدیاد کیفیتِ آن بسبب تعرّی از ملابس اکوان و تبرّی از ملاحظہ صورِ امکان اہم مطالبست ۔ و آن جز بجہدے بلیغ و جدے تمام در نفیِ خواطر و اوہام میسر نگردد ۔

یون تو برسون ہی مجھسے پنہان | پر چھپ سکا وہ مہر تابان
ہرگز مرے وہم تک نہ آئے | یعنی وہ کبھی زوال پائے
ہردم ہر اک سے اور ہر جا | تیری صورت کا ہی تماشا
آنکھونمین ہی دلمین ہے تو ہر آن | تیرا ہی خیال تیرا ارمان

تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت | جیسی اب ہی تجکو مدت
جسمین اک پل نہ رائیگان ہو | بیکار نہ تو کسی زمان ہو
ساتھ اسکے بڑہا تو کیفیت کو | قائم رکھ ایسی حیثیت کو
دہندے دنیا کے چھوڑ دینا | منہ شکل جہان سے موڑ لینا
جیسی نسبت اتم ہو تجکو | کیفیت بھی اہم ہو تجکو
وہم اور خطرونکو دور کردے | دل کو بس نور نور کرلے
جد و جہد اسمین کر تو کامل | بے کوشش یہ نہو گا حاصل

هرچند خواطر منتفی تر و وساوس مختفی تر آن نسبت قوی تر۔ کوشش می باید کرد تا خواطر متفرقه از ساحت سینه خیمه بیرون زند۔ و نور ظهور ہستی حق سبحانہ بر باطن پرتو افگند تر اا ز تو بستاند۔ و از مزاحمت اغیار برہاند۔ نہ شعور بخودت ماند و نہ شعور بعدم شعور۔

بَلْ لَمْ يَبْقَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

رباعی

یارب مددے کز دوئی خود برہم	از بد برہم و ز بدئی خود برہم
در ہستی خود مرا ز خود بیخود کن	تا از خودی و بیخودئی خود برہم

جیسی نسبت تری توی ہو
کوشش اسمین ضرور کرنا
تا ہستی حق ظہور پائے
تجکو تجہسے وہ چہین لیگا
باقی تجہ مین رہے نہ پہر ہوش
یکتا ہو وہی وہی صمد ہے

خطرے وسواس مین کمی ہو
دل سے خطرونکو دور کرنا
جب سے دل تیرا نور پائے
غیرونسے تجھے چہڑا ہی دیگا
اسکے ہوش سے بھی تو ہو فراموش
واحد ہی وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اس میری دوئی سے دے خلاصی

بدسے چہوٹون بدسے نکلون
خودسے بیخود بنے مجھے بنا کر

اپنے سے اور خودسے نکلون
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پہر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودی سے

رباعی

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است | نے کشف و یقین معرفت نے دین است
رفت او زمیان ہمین خدا ماند خدا | الفقر اذا تم ہو اللہ این است

لائحہ نہم

فنا عبارت از آنست کہ بواسطۂ استیلائے ظہور ہستی حق بر باطن بہ ماسوائے او شعور نماند و فنائے فنا آنکہ بآن بے شعوری ہم شعور نماند دپوشیدہ نباشد کہ فناء ز فنا در فنا مندرج است زیراکہ صاحبِ فنا را اگر بہ فناءِ خود شعور باشد صاحبِ فنا نباشد بجہت آنکہ صفت فنا و موصوف آن از قبیل ماسوائے حق اند سبحانہ پس شعور بآن منافی فنا باشد

جسدم جسکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اُسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپسے خود وہ کہو گیا ہی — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبیؐ یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

تجلی نوین

عارف کی غرض یہی فنا ہے — رکھے نہ شعور ماسوا سے
باطن یہ ظہور حق کی شدت — جب تک تو ہے ماسوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درج فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش گر ہے — وہ اصل فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ماسوا ہے جانو
باقی ہوا گر فنا مین تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

رباعی

زین سان کہ بقاء خویشتن میخواہی | از خرمن ہستیت جوی گی گاہی
تا یکسر موز خویشتن آگاہی | گردم نمہ نی از رہ فنا گمراہی

لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدن دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق باسوائے حق سبحانہ ہم از روے طلب و ارادت وہم از جہت علم و معرفت یعنی طلب و ارادت او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد وہمہ معلومات و معقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند

گر اپنی بقا فنا مین چاہے | تو گردِ فنا کو بھی بہائے

اور ایسی فنا سے تیری ہستی | اک دانہ جو بھی کم نہو گی

جبتک اک بال بھی برابر | باقی تجھ مین شعور رہو گر

فانی ہرگز نہین تو واللہ | ہے بلکہ رہِ فنا سے گمراہ

تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ | اِس دلکو بنائیے یگانہ

یعنی دل کو لگا خدا سے | مُنھ موڑ لے حق کے ماسوا سے

دنیا کے ارادے اور طلب سے | دل پھیر لے الغرض تو سب سے

اشیاء جہان ہون جتنے معلوم | معروف جو کام ہون کہ مفہوم

جو عقل مین علم مین ہون تیرے | دلکی آنکھونکو اِس سے پھیرے

مطلوب بنا خدا کو اپنے | مرغوب بنا خدا کو اپنے

دنیا پہ نہ التفات کرنا | ہر دم دم اپنے رب کا بھرنا

رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر
تخلیص دل از توجه اوست بغیر
رمزی ز نهایت مقامات طیور
گفتم بتو گر فهم کنی منطق طیر

لائحه یازدهم

مادام که آدمی بدام هوا و هوس گرفتارست دوام این نسبت از وی دشوارست اما چون آثار جذبات لطف در وی ظهور کند و مشغله محسوسات و معقولات را از باطن وی دور افگند لذت آن غلبه کند بر لذات جسمانی و راحات روحانی کلفت مجاهده از میان برخیزد.

جز ذاتِ مقدسِ الٰہی ‏— باقی نہ رہے شعور کچھ بھی

توحید یہی ہے عارفوں کی ‏— اور سیر یہی ہے سالکوں کی

توحید رجوع ہے خدا سے ‏— خالی رہے قلب ما سوا سے

اس جا کی ہی رمز سُن تو بندے ‏— پر بھی مارین نہ وان پرندے

ہمنے وہ دکھائی ہی تجھے سیر ‏— کچھ جانے اگر تو منطق طیر

تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا ہوس ہے ‏— انسان پہ جبتک اسکا بس ہے

دل پر پھندا پڑا رہیگا ‏— اس نسبت سے جُدا رہیگا

پائے جب حق کا لطفِ اظہار ‏— پیدا جذبات کے ہون آثار

عقل و حس سے جو مشغلہ تھا ‏— اسدم باطن سے دور ہوگا

غلبہ لذّت کا اس قدر ہو ‏— جسمی لذّت سے بیخبر ہو

اور روح کی جسقدر ہو راحت ‏— اُسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

و لذت مشاہدہ در جانش آویزد۔ خاطر از مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین ترانۂ ترنم آغاز د

رباعی

گای بلبلِ جان مست بیادِ تو مرا
وی پایۂ غم پست بیادِ تو مرا
لذاتِ جهان ہمہ دسیا فگند
ذوقیکہ دہد دست بیادِ تو مرا

لائحہ دوازدہم

چون طالبِ صادق مقدمۂ نسبتِ جذبہ را کہ التذاذ است بیاد کردن حق سبحانہ در خود بازیابد۔ می باید کہ تمامی ہمت را بر تربیت و تقویت آن گمارد۔ و از ہرچہ منافیِ آنست خود را باز دارد و چنان اند

جب پائے مشاہدونسی لذت　　ہو دور مجاہدون کی کلفت
دل مین جب یار جان جائے　　اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ　　گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان　　مثل بلبل ہے مست ہر آن
مین نے تری یاد مین یہہ پایا　　میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہ ہی حال　　لذات جہان کی سب ہوئین پامال

تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے　　دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی نسبت　　جب پاکے اوٹھائی اُس کے لذت
لازم ہے بڑہائے اسمین قوت　　ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اُسمین آئے حائل　　اُس چیز پہ ہو کبھی نہ مائل
اس بات کو سچے دلسے مانے　　اور اپنے یقین سے یہ جانے

کہ اگر فی المثل عمرِ جاوِدانی صرف آن نسبت کند ہیچ نکردہ باشد و حق آن کما ینبغی بجا نیاوردہ۔

رباعی

بر عودِ دلم نواخت یک زمزمۂ عشق
زآن زمزمہ ام ز پای تا سر ہمہ عشق
حقا کہ بعہدہا نیایم بیرون
از عہدۂ حق گزاریِ یکدمۂ عشق

لائحہ سیزدہم

حقیقت حق سبحانہ جز ہستی نیست و ہستی او را انحطاط و پستی نے۔ مقدس است از سمتِ تبدل و تغیر۔

مثلاً اگر عمر جاودانی — کی صرف بھی اسمین ہو کے فانی
سمجھے نسبت نہ مینے پائی — دولت اتبک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا — پورا کرنا مجھے نہ آیا
مین کیا کہون عشق نے کیا کیا — دل کی پردون کو جبکہ چھیڑا
دیکھو تو اثر یہہ زمزمے کا — مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو — حق شکر کا مجھسے کیا ادا ہو
میرے امکان سے ہے یہ باہر — شکر اسکا ادا کرون جو دم بھر

تجلی تیرہوین

حق کی ہے حقیقت اسکی ہستی — جسکو نہ گھٹاؤ ہے نہ پستی
تغیر سے پاک ہی یہ بالکل — اور اسمین نہین ہے کچھہ تبدل
بڑھنا گھٹنا نہین ہے اسکو — ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
انداز و شمار سے ہے بے عیب — مقدار سے بھی بری ہے لاریب

و مُبرّا است از وصمتِ تعدد و تکثر و تحول

از ہمہ نشانہا بے نشان نہ در علم گنجد و نہ در عیان

ہمہ چند ہا و چون ہا ازو پیدا۔ و او بے چند و چون

ہمہ چیز ہا یا و مدرک۔ و او از احاطہ ادراک

بیرون۔ چشم سر در مشاہدۂ جمال او خیرہ

و دیدۂ سر بے ملاحظۂ کمال

او تیرہ۔

رُباعی

یَا مَنْ بِہٖ کُنْتُ بِالرُّوحِ سَمَحْتُ

ہَمْ فوقی دہم تحت نہ فوقی نہ تحت

ذاتِ ہمہ جز وجود و قایم بہ وجود

ذاتِ تو وجودِ سافج و ہستی بحت

اِس مین نہ تنزل و تغیر
اِس مین نہ تعدد و تکثر

وہ ساری نشانیوں سے بے نشان ہے
اور اُس کا مقام لامکان ہے

آنکھون مین نہ علم مین سمائے
وہ ذہن و خیال مین نہ آئے

سب چند و چون ہین اس سے پیدا
اور وہ بے چند و چون ہویدا

اُس سے ہر چیز کی ہے پہچان
ادراک کی حد سی دور اسی جان

یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین
دیدارِ جمالِ یار دیکھین

اور اس کا کمال دیکھنے کے
دل کے دیدے رہے ندیدے

ای شوق مین تیرے بیخودی سے
ہون تجھ پہ نثار اپنے جی سے

تو فوق بھی اور تحت بھی ہے
پر فوق سے تحت سے بری ہے

ہے نیست وجود سب کا دایم
سب تیری وجود سے ہے قایم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

رباعی

بس بیرنگست یار دلخواه ایدل
قانع نشوی برنگ ناگاه ایدل
اصل همه رنگها ازان بیرنگیست
من احسن صبغة من الله ایدل

لائحه چهاردهم

لفظ وجود را گاه بمعنی تحقق و حصول که معانی مصدریه و مفهومات اعتباریه اند ۔ اطلاق میکنند و بدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیه است ۔ که در برابر وے امرے نیست در خارج ۔ بلکه ماهیات را عارض میشود در تعقل چنانکه محققان حکما و متکلمین تحقیق آن کرده اند ۔ وگاه لفظ وجود میگویند و حقیقتی میخواهند که هستی وے بذات خود است ۔ و هستی باقی موجودات بوے ۔

بیرنگ وہی ہے یارِ دلخواہ　　قانع نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ　　مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃً مِنَ اللہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوشتر　　اے دل دیکھا ہے کوئی دلبر

تجلی چودہوین

حکمائے محققین کے نزدیک　　سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظ وجود کے یہ معنیٰ　　اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول و تحقّق　　جسکا مصدر سے ہے تعلّق
ہین یہ مفہومِ اعتباری　　باتین یہ عقل کی ہین ساری
اُنکی ہے یہ فلسفہ بیانی　　معقول مین از قبیلِ ثانی
خارج مین کوئی نہین برابر　　بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت　　اسطرح کہی ہے پاکے لذّت
بالذات وجود کی ہے ہستی　　جس سے موجود کی ہے ہستی

وفی الحقیقۃ غیر از وے موجودے نیست در خارج بلکہ باقی موجودات عارض وے اند و قائم بوے چنانکہ ذوق کُمّل کبراء عارفین و عظماء اہل یقین بآن گواہی میدہد و اطلاق این اسم بر حضرت حق سبحانہ بمعنی ثانیست نہ بمعنی اول۔

رُباعی

هستی بقیاس عقل اصحاب نمود | جز عارض اعیان حقایق نبود
لیکن بمکاشفات ارباب شهود | اعیان همه عارض اند و معروض وجود

لائحہ پانزدہم

صفات غیر ذات اند من حیث ما یفہمہ العقول و عین ذات اند من حیث التحقق والحصول۔

خارج میں کوئی سوا نہیں ہے — موجود اس سے جدا نہیں ہے
عارض ہیں جہان کے سارے موجود — اس سے قایم ہے جملہ بے بود
ذوقِ عرفاء دین بھی ہے — قولِ اہل یقین بھی ہے
ہے اسم وجود حق کو زیبا — سچے ہیں وجود کے یہ معنے
پہلا تھا قول فیلسوفی — اور دوسرا عین ذوق صوفی
ہے عقل میں اہل فلسفہ کی — عارض اعیان کی ہے ہستی
لیکن ہیں یہ ذوقی شہود عارف — ہیں انکے مکاشفات کاشف
عارض ثابت ہیں جملہ اعیان — معروض وجود ذات سبحان

تجلی پندرھوین

اس ذات کے جو صفات ہونگے — اک وجہ سے غیر ذات ہونگے
اک وجہ سے عین ذات ہیں یہ — خود ذات ہی سب صفات ہیں یہ
وان غیر رہ عقول سے ہیں — یان عین رہ حصول سے ہیں
مثلاً حسین ہو وصف جیسے — موصوف کو اسم بھی ہیں ویسے

مثلاً عالِم ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت ۔ و مرید باعتبار
ارادہ و شک نیست کہ اینہا
چنانکہ بحسب مفہوم بایکدیگر متغایراند
مر ذات را نیز متغایراند
اما بحسب تحقق و ہستی عین
ذات اند بآن معنی کہ آنجا
وجودات متعدد نیست
بلکہ وجودیست واحد
و اسما و صفات نِسَب
و اعتبارات او ۔

ہوں علم کے وصف جسمیں سالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہی قدرت
اور وصف مرید ہی ارادت

موصوف و صفت بحسب مفہوم
دونوں مین غیریت ہے معلوم

جیسا ہی بہم صفات مین فرق
ویسا ہی صفات و ذات مین فرق

ہستی کی نظر سے تم جو دیکھو
ذات و صفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح نہ جانو
ذات اور صفت کہیں جدا ہو

اس جانہ وجود کی ہو کثرت
جسکو نہ عدد سے کچھ ہی نسبت

اسکا کوئی حصر وحد نہین ہے
ذات اسکی مگر عدد نہین ہے

ایک ہی ہے وجود ہستی ذات
اسم و صفت اسکے اعتبارات

رُباعی

اے درہمہ شان ذات توپاک ازہمہ شین
نے درحق توکیف تواں گفت نہ این
ازروئے تعقل ہمہ غیراند صفات
با ذات توازروئے تحقق ہمہ عین

لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی ازہمہ اسماء وصفات معراست۔ وازجمیع نسب واضافات مُبرّا۔ اتصاف او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور۔ درتجلّی اول کہ خود بخود بر خود نمود۔

ہر شان مین ذات تیری عیب سے | پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب
کیا کہئے جو کیفیت تری ہے | تو کیف سے این سے بری ہے
قاصر دریافت سے زبان ہے | تو کیسا ہے اور تو کہان ہے
معقول کی رو سے ہے یہی بات | غیر اپنے صفات سے رہی ذات
دراصل ہین سب صفات باری | تحقیق مین عین ذات باری

تجلی سولھوین

پاک و منزہ حق کی ہے ذات | جسمین نہ نسبت ہے نہ اضافات
وہ ذات جو سب سے ہے معرا | اسماء وصفات سے مبرا
تھی اسکی توجہ اسی بنا پر | ظاہر عالم مین ہو وہ آکر
اسماو صفت کا مقتضے تھا | عالم مین ہوی جو جلوہ فرما
سب سے پہلی تجلی پاکر | ظاہر ہوئی آپ ہی مین آکر
پہلا ہے تعین اسکا وحدت | پائین تحقیق چار نسبت

نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد و نور مستلزم ظہور و ظاہریت و مظہریت و وجود و شہود مستتبع واجدیت و موجودیت ۔ و شاہدیت و مشہودیت و ہمچنین ظہور کہ لازم نور است مسبوق است بہ بطون و بطون را تقدم ذاتی و اولیت است نسبت با ظہور ۔ پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین شدہ ہمچنین در تجلی ثانی و ثالث الی ماشاء اللہ نسب و اضافات متضاعف می شود و ہر چند تضاعف نسب و اسماء او بیشتر ظہور او بلکہ خفاء او بیشتر ۔

علم[1] و نور[2] و وجودِ[3] ذاتی
ہے نسبتِ علم سے یہ پیدا
لازم ہوئی نور سے یہ نسبت
نکلی ہے وجود سے یہ خصلت
اور مرتبۂ شہود سے یاں
ظاہر ہے شہود مین یہ نسبت
اس نور کا ہے ظہور جس جا

چوتھی نسبت شہود[4] ذاتی
عالم معلوم ہین ہویدا
جسمین ہے ظہور و ظاہریت
موجودیت اور واحدیت
شاہد مشہود کا ہے سامان
مشہودیت اور شاہدیت
ظاہر مین بطون سی آئی اس جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پھر دوسری تیسری تجلی
ہیں جملہ نسبتہای اضافی
بڑھتے ہیں جو سب نسب و اسما

جبتک ہے ذاتِ حق کی مخفی
دونے ہوتے چلے بدرجات
بڑھتا ہی چلا ظہور و اخفا

فسبحان اللہ من احتجب بمظاہر نورہ وظہر باسبال ستورہ خفائے او باعتبار صرافت واطلاق ذات است وظہور او باعتبار مظاہر وتعینات۔

رباعی

با گل رخ خویش گفتم اے غنچہ دہان
ہر لحظہ مپوش چہرہ چون عشوہ دہان
زد خندہ کہ من بعکسِ خوبانِ جہان
در پردہ عیان باشم و بے پردہ نہان

رباعی

رخسارِ تو بے نقاب دیدن نتوان
دیدارِ تو بے حجاب دیدن نتوان
مادام کہ در کمالِ اشراق بود
سرچشمۂ آفتاب دیدن نتوان

بس پاک وہی ہے حق تعالیٰ
تنزیہ نے ظہور پانے والا

پوشیدہ ظہور نور سے ہے
ظاہر فرطِ ستور سے ہے

اُسکی جو ہے ذاتِ صرف مطلق
مخفی اسی وجہ سے ہوا حق

بر وجہ تعیّن و مظاہر
ظاہر ہے وہ خلق ہی کی خاطر

یعنی ہے ظہور کا یہ باعث
صورت پائی ہے بنکے حادث

مظہر میں اُسی کی ذات دیکھو
ظاہر یہ تعینات دیکھو

اُس گل سے کہا کہ ہاے عشوہ
ہر لحظہ چھپا نہ اپنا چہرہ

پھر وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا
یون غنچہ دہان نے یہہ کہا لا

خوبون کی شکل یہان کہان ہے
برعکس معاملہ یہان ہے

در پردہ عیان ہین ہم جہان مین
بے پردہ نہان ہین ہم جہان مین

کیونکر رخ بے نقاب دیکھین
دیدار کو بے حجاب دیکھین

پورا جب آفتاب چمکے
کب اُسکی چمک پہ آنکھ ٹھہرے

رباعی

خورشید چو فلک نداریست تو | در پرتو او خیرہ شود دیدۂ دور
وآندم کہ کند زپردہ ابر ظہور | فالناظر یلمح الیمین غیر قصور

لائحہ ہفتدہم

تعین اول وحدتیست صرف وقابلیتی است محض مشتمل بر جمیع قابلیات۔ چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات واعتبارات وچہ قابلیت اتصاف بہمہ وباعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتیکہ از قابلیت این تجرد نیز مرتبۂ احدیت است۔ ومراورا ست بطون واولیت وازلیت۔ وباعتبار اتصاف او بجمیع صفات واعتبارات مرتبۂ واحدیت است۔ ومراوراست ظہور وآخریت وابدیت۔

جب مہر فلک سے ہو منور | خیرہ رہتی ہے آنکھہ اُسپر
گر ابر کی آڑ سے ہو ظاہر | کچھہ دیکھہ سکیگا اسکو ناظر

تجلی سترہوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت | وہ ایک ہے محض قابلیت
ہر قابلیت سے اُسمین شامل | خارج نہین ایک سب مین داخل
تجرید مین قابلیت ذات | سب ہون نہین وصف و اعتبارات
ہو قابلیت سے بھی مبرّا | ہوگا احدیت اسم اُس کا
اس مرتبہ کی ہی خاص صفت | باطن ازلیت اوّلیت
وحدت مین قابلے باثبات | پائی ہین صفات و اعتبارات
وحدت مین حقیقتین ہین ساری | وحدت مین ہوا شہود باری
پوری ہوئی وصف مین جمع وحدت | پیدا ہوئی اُس سے واحدیت
ہے واحدیت کی لازمیت | ظاہر ابدیت آخریت

واعتبارات مرتبہ واحدیت بعضے ازان قبیل اند کہ اتصاف ذات بآنہا باعتبار مرتبہ جمع است خواہ مشروط باشند بتحقیق وجود بعضے حقایق کونیہ چون خالقیت و رازقیت وغیرہما وخواہ نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرہا وآنہا اسماء وصفات الٰہیہ وربوبیت اند وصورت معلومیت ذات متلبسۃ بہذہ الاسما والصفات حقایق الہیہ است۔ وتلبس ظاہر وجود بآنہا موجب تعدد وجودی نیست۔ و بعضے ازان قبیل اند کہ اتصاف ذات بآنہا باعتبار مراتب کونیہ است چون فصول وخواص وتعینات کہ ممیزات اعیان خارجیہ اند از یکدیگر۔

اِس جا از روئے اعتبارات ہے جمع کی اتصاف بین ذات
تحقیق وجود کے موافق پائے تفریق بات حقایق
ہے ایک حقایق کیانی اور ایک حقایق الٰہی
تحقیق کی شرط جب وہ پائے پھر کوئی حقیقتون مین آئے
مشروط نہ ہون تو ہے یہ حقایق مانند حیات و علم ارادت
اسما الٰہیہ ہین یہ سب اوصاف ربوبیہ ہین یہ سب
صُورت معلومیت مین آئی اسم اور صفت کی شان پائی
صُوفی بخطاب اصطلاحی کہتے ہین حقایق الٰہی
ظاہر مین جو ہو تو ہو تعدد یہ ہے نہ وجود کو تعدد
اور بعض ہین ایسی اعتبارات ہے ذات کو جن سے اتصافات
ہین بعض مین اتصاف ذاتی بر وجہ مراتبات کوئی
جس طرح تشخصات عالم تفصیل در تعینات عالم

وصور معلومیہ ذات متلبستہ
بهذہ الاعتبارات حقایق کونیہ است
وتلبس ظاهر وجود باحکام و
آثار آنها موجب تعدد وجودیست
وبعضی ازین حقایق کونیہ را
عند سریان الوجود فیها باحدیۃ
جمع جمیع شئون وظهور آثارها واحکامها
باستعداد ظهور جمیع اسماء الٰهیت ۔
سوی الوجوب الذاتی والاستغناء
علی اختلاف المراتب الظهور
شدۃً وضعفاً وغالبیۃً
ومغلوبیۃً ۔

خارج کے تمیزاتِ اعیان　　تمیز سے ہیں یہ سب نمایان
جسدم اعیانِ ثابت ذات　　پائے ہیں لباسِ اعتبارات
یان صورتین علمِ ذاتِ حق کی　　کہلائیں حقایقِ کیانی
احکام ایسی حقیقتوں کے　　ق　　تلبیسِ وجود مین جب آئے
ظاہر آثار ان کے ہوکر　　تعداد وجود پائے باہر
احدیتہ جمع مین حقایق　　سریان وجود کے ہین لایق
باشان ظہور و حکم و آثار　　سب کے سب پائے جبکہ اظہار
اسماء الہی ان سے پیدا　　پورے پورے ہوئے ہویدا
ہوئے یہ غنی وہ ذاتِ واجب　　ظاہر ہوئے مختلف مراتب
یا صورتِ ضعف ہو کہ شدت　　مغلوبیت کہ غالبیت
جن جن ناموں سے ذاتِ الٰہی　　ویسی ویسی ہی شان پائی
کامل اسماء سے جسمین آئے　　کامل انسان اُسے بنائے

چون تحمل افراد انسانی از انبیا و اولیا — و بعضے را استعداد ظهور بعضے است دون بعضے علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات وحضرت ذات باحدیتہ جمیع شیونہا الالہتیہ والکونیتہ ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق کہ تفاصیل مرتبہ واحدیت اند ساریست و متجلی چہ در عالم ارواح و غیب وچہ در عالم مثال وچہ در عالم حس وشہادة چہ در دنیا وچہ در آخرت و مقصود ازین ہمہ تحقق وظہور کمال اسمائیست کہ کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظہور او بحسب این اعتبارات وکمال استجلا یعنی شہود او مرخود را بحسب ہمین اعتبارات واین ظہور وشہود لیست عیانی عینی چون ظہور وشہود مجمل در مفصل۔

پورے ہین تمام انبیا مین | روشن ہین تمام اولیا مین
ہین بعض انہین سے چند اعلا | جن سے کہ ہوا ظہور اشیا
جیسی جن مین تھی قابلیت | پائی ویسی ہی کاملیت
پس جملہ شیون ذات باری | کونی ہون پاکہ ہون الہی
ہو کر سب شامل حقیقت | پائی تفصیل واحدیت
ازلاً ابداً ہے ذات باری | ان مین تجلی او رساری
سب عالم مین بھی ہے صورت | کیا روح و مثال و جسم شہادت
دنیا مین ہے آیت احدیت مین | الحاصل جملہ کیفیت مین
تحقیق ظہور حق سے اجلا | مقصود ہوا کمال اعلا
جو وصف کمال کو ملا ہے | اک استجلا اور اک جلا ہے
پہلا ہے جلا ظہور جس کا | استجلا ہے شہود جس کا
یعنی مین عیان ظہور کا حال | تفصیل مین ہے شہود اجمال

بخلافِ کمالِ ذاتی کہ ظہورِ ذاتست مر نفس خود را
در نفسِ خود و از برائی نفسِ خود بے اعتبارِ غیر و غیریت
و این ظہوریست علمی غیبی چون ظہورِ مفصل در مجمل
و غنا مطلق لازمِ کمالِ ذاتیست - و معنی
غنا مطلق آنست کہ شئون و اعتبارات
و احوالِ ذات باحکامہا و لوازمہا -
علی وجہ کلی جملیکہ در جملہ مراتب حقائق الٰہی
و کونی مینماید - مر ذات را فی بطونہا
و اندراج الکل فی وحدتہا - مشاہد و
ثابت باشد - بجمیع صورہا - و احکامہا -
کما ظہرت و تظہر و تثبت و تشاہد -
فی المراتب -

بر عکس اسکے کمالِ ذاتی — ظاہر ہوئی ذات خود بخود ہی
علمی غیبی ظہور ہے یان — غیریت و غیر دُو ہے یان
اِس طرح ظہور یان ہے حاصل — جیسے مُجمل مین ہے مفصّل
لازم بکمالِ ذاتئ حق — کہتے ہین جسے غناء مطلق
احوال و شئون اعتبارات — ق — احکام اور سب لوازم ذات
جو درج ہین ساری مرتبون مین — شامل ہین جو سب حقیقتون مین
ہون خواہ حقایق الٰہی — یا ہون وہ حقایق کیانی
بالجملہ یہہ کیفیات ساری — ہین درج بطون ذات باری
کہتے ہین اسے غناء مطلق — مستغنی ہے اسی لئے حق
جتنی چیزین شئون مین ہین — سب ذات کے ہی بطون مین ہین
با جملہ مراتب و کمالات — ہین ساری صُور مشاہد ذات
وحدت مین ہے اندراج کل کا — دانہ مین درخت جیسے گل کا

و ازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است کمال قال سبحانہ تعالے۔

اِنَّ اللہ لَغَنِیٌّ عَنِ العالَمِین ؕ

رُباعی

دامانِ غنائے عشق پاک آمد پاک
ز آلودگی وجود ما مشتی خاک
چون جلوہ گر و نظارہ گر جملہ خود است
گر ما و تو در میان نباشیم چہ باک

رُباعی

ہر شان ز صفت کہ ہستی حق دارد
در خود ہمہ معلوم محقق دارد
در ضمن مقیدات محتاج بخویش
از دیدن آن غنائے مطلق دارد

رُباعی

واجب بوجود یک بیک مستغنی است
واحد ز مراتب عدد مستغنی است
در خود ہمہ را چو جاودان می بیند
از دیدن شان برون ز خود مستغنی است

عالم جو نہو تو ہو اُسے کیا ۔ آدم جو نہو تو ہو اُسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامانِ غنا عشق ہے پاک ۔ آلودہ کب اسکو کر سکے خاک
خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے ۔ تو مین نہین تو کیا خطر ہے

ہر شان اور وصفِ ہستی حق ۔ معلوم ہے اُس مین اور محقق
محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا ۔ در ضمن مقیداتِ دنیا
محتاجیِ قید سے بری ہے ۔ مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سے غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا پھر کسی اُسکو کیا ہے

لائحہ ہزدہم

چون تشخصات وتعینات افراد و انواع مندرجہ تحت الحیوان
را رفع کنی افراد ہر نوعے در وے جمع شوند وچون ممیزات
آن انواع راکہ فصول وخواص اند رفع کنی ہمہ درحقیقت
حیوان جمع شوند۔ وچون ممیزات حیوان را وانچہ باو
درتحت جسم نامی مندرجست رفع کنی ہمہ درجسم نامی
جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم نامی را وآنچہ باوے
مندرجست تحت الجسم رفع کنی۔ ہمہ درحقیقت جسم
جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم را وانچہ باو
مندرجست تحت الجوہر اعنی العقول والنفوس رفع
کنی ہمہ درحقیقت جوہر جمع شوند وچون مابہ الامتیاز۔
بین الجوہر والعرض را رفع کنی ہمہ درتحت ممکن جمع شوند

تجلی اٹھارویں

انواع کی گر خصوصیت کو	حیوان کے حدود مین ڈھالو
افراد انواع کے رہینگے	لیکن حیوان ابھی کھینگے
نُطق ورہتی اگر نکل جاوے	انسان کی خصوصیت مین جاے
انواع کے امتیاز ہون رفع	حیوانکی حقیقتون مین ہون جمع
گر یہہ جملہ ممیزات حیوان	جسمِ نامی مین ہین نمایان
گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے	جسمِ نامی مین جمع ہونگے
جسمِ نامی کے فصل کی قسم	ہے مندرج حقیقتِ جسم
جوہر سے ممیزاتِ جسمی	اٹھین تو رہے حقیقت اُسکی
یعنی جوہر کے ہین اُصولی	یعنی کہ نفوسی و عقولی

جوہر مین عرض مین جب نہو فرق
ممکن مین فصول سب رہین غرق

و چون ما به الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی
هردو در موجود مطلق جمع شوند که عین حقیقت و
جو واست و بذات خود موجود است۔
نہ بوجود زاید بر ذات خود۔ و وجوب صفت
ظاہر اوست ۔ و امکان صفت باطن او۔
اعنی الاعیان الثابتۃ الحاصلۃ علی نفسہ متلبساً بشئونہ
و این ممیزات خواہ فصول باشند خواہ خواص
خواہ تعینات و تشخصات ہمہ شئون الہی اند
کہ مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً
در مرتبۂ علم بصورت اعیان ثابتہ برآمدند و ثانیاً
در مرتبہ عین بواسطہ تلبس احکام و آثار
ایشان بظاہر وجود۔

ممکن و اجب ہے ان سے دونون
مطلق وجود ہی مین ضم ہون

موجود بذاتہ ہے جو خصلت
ہے عین وجود کی حقیقت

ہے ذات وجود پر نہ زاید
اسپر نہ وجود کوئی عاید

زاید نہ وجود کے سوا ہے
خود ہی موجود ہو گیا ہے

ظاہر کی صفت جو ہے یہان
اسکے باطن کا وصف امکان

جب اسکے شئون لباس پائے
اپنے ہی تجلیون مین آئے

ثابت اعیان ہین انکا حاصل
صورت ہی شئون کی کامل

ہون خواہ تشخصات عالم
یا ہون وہ تعینات عالم

یا فصل ہون یا خواص ساری
سب ہین یہہ شئون ذات باری

وحدت مین تمام مندرج ہین
ایک ذات مین جملہ مندمج ہین

جب علم کے مرتبہ مین آئے
ثابت اعیان کی شکل پائے

پھر عین کے مرتبہ مین آکر
آثار وجود مین ہے باہر

کہ تجلی آئینہ است مر باطن وجود را صور اعیان خارجیہ گرفتند پس نیست در خارج الّا حقیقتے واحد۔ کہ بواسطۂ تلبّس شئون وصفات متکثر ومتعدد مینماید۔ نسبت باٰنان کہ در ضیق مراتب محبوس اند وباحکام وآثار آن مقید

رباعی

مجموعہ کون را بقانون سبق
کردیم تفحّص ورقاً بعد ورق
حقا کہ ندیدیم ونخواندیم در و
جز ذاتِ حق وشئونِ ذاتیہ حق

رباعی

تا چند حدیث جسم وابعاد وجہات
تا کے سخن معدن وحیوان ونبات
یک ذات فقط بود محقق نہ ذوات
این کثرت وہمی ز شئونست وصفات

ظاہر کے وجود کے لباسات — باطن کے وجود کے ہین مرات
پائے اعیان داخلیہ — تشکل اعیان خارجیہ
ظاہر ہی نہین ہے کوئی صورت — خارج مین سوائے یک حقیقت
جو شان و صفت کا بھیس پاکر — تعداد کثیر مین ہے باہم
لیکر احکام اور آثار — اس قید جہان مین ہے گرفتار

قانون کے پڑہے سبق بہت سے — گردانے ورق ورق بہت سے
دیکھا کہ کتب بھری ہین ساری — باذات و شئون ذات باری

کب تک یہ حدیث کر کہین یاد — جسم و جہت اور تین ابعاد

ہم مین یہ سخن یہہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہین شیونات

لائحه نوزدهم

مراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات نه اندراج جزو است در کل یا اندراج مظروف در ظرف بلکه مراد اندراج اوصاف ولوازم است - در موصوف وملزوم چون اندراج نصفیت وثلثیت وربعیت وخمسیت الی مالانهایه در ذات واحد عددی زیراکه این نسب درو سے مندرجند واصلا ظهور ندارند مادام که از ظهور در مراتب جزو اثنین وثلثه و اربعه وخمسه واقع شود - وازینجا معلوم میشود که احاطهٔ حق سبحانه تعالی بجمیع موجودات همچو احاطهٔ ملزوم است بلوازم -

تجلی انیسوین

ہوں ذات کے جسقدر شئونات — وہ جملہ ہین درج وحدۃ ذات

مقصد اسی اندراج کا ہے — عارف کا اسی سے مدعا ہے

ایسا نہین کل مین جزو آئے — مظروف اک ظرف مین سمائے

بلکہ موصوف مین ہین اوصاف — ملزوم مین لازم آگئے صاف

مثلاً چوتھائی یا تہائی — اک ذات عدد مین ہے سمائی

لاکھون حصے اگر بنینگے — ایک ہی مین وہ مندرج رہینگے

جتنی ہین یہہ نسبتین علو مین — وہ سب ہین مندرج احد مین

اصلا انکا نہین ہے اظہار — جب تک اک دو کی ہو نہ تکرار

یعنے ہے ایک دو کا آدھا — اور تین کا تیسرا ہے حصا

اس سے معلوم یہہ ہوا ہے — سب شے کا محیط بس خدا ہے

حق اور اشیا سے ہی یہ مفہوم — لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

نہ ہمچون احاطہ کل بجزو۔ یا ظرف بمظروف۔
تعالی اللہ عما لا یلیق بجناب قدسہ

رباعی

در ذات حق اندراج شان معروفست
شان چون صفت ذات حق موصوفست
این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست
نی جزو نہ کل نہ ظرف نی مظروفست

لائحۂ بستم (۲۰)

ظہور و خفائے شئون و اعتبارات بسبب تلبس بظاہر وجود و عدم آن موجب تغیر حقیقت وجود و صفات حقیقیہ او نیست ـ

ایسا نہ احاطہ اُس کو سمجھو
جسطرح سی جزو کل مین دیکھو
ایسی نہین خلق حق سی ہمدم
مظروف و ظرف جیسی باہم
اسکی تو ہے شان سب یہ قائن
کہ ہے یہ جناب حق کے لائق
ذاتِ حق مین یہ سب شیونات
رکھتے ہین جو اندراج بالذات
شان اسکی صفت کیطرح معروف
اسطرح - کہ ذاتِ حق ہے موصوف
یہ قاعدہ خوب یاد رکھو
جسجا یہ کہ جلوہ گر خدا ہو
جزو کل کا نشان نہین ہے
مظروف اور ظرف وان نہین ہے

تجلّی بیسوین

سب شان ور اعتبار خلق کے
تعیین وجود ظاہری سے
پائین جو ظہور اس جہان مین
یا چہپے ہین پردۂ نہان مین
پر ذات وجود کی حقیقت
اور اسکی حقیقی جملہ صفت
تبدیل کبھی نہ پا سکیگی
تغیر مین وہ نہ آسکیگی

بلکہ مبتنی بر تبدل نسب و اضافات
است و آن مقتضی تغیر در ذات نیست
اگر عمرو از یمین زید برخیزد و
بر یسارش نشیند نسبت زید با او
مختلف شود و ذاتش با صفات
حقیقیہ خود ہمچنان بر قرار و ہمچنین حقیقت
وجود بواسطہ تلبس با مور شریفہ زیادتی
کمال نگیرد و بجہت ظہور در مظاہر خسیسہ
نقصان نپذیرد۔ نور آفتاب ہر چند بر پاک و پلید
تابد ہیچ تغیر بساطت نوریت او راہ نیابد
نہ از مشک بوئی گیرد و نہ از گل رنگ
نہ از خار عار دارد و نہ از خارا ننگ۔

بلکہ یہہ ظہور اور خفیات
ازروئے نسب ہین اور اضافات

ان کا ہوتا رہے ہے تبدل
پر ذات مین کچہہ نہو تخلل

بائین سے عمر اگرچہ اٹھے
اور زید کے دہنی سمت بیٹھے

وہ زید کا اتصاف ہوگا
نسبت مین نہ اختلاف ہوگا

جو وصف عمر کی ذات مین تھے
جیسے تھے ویسے ہی رہینگے

ایسی ہے وجود کی بھی حالت
جسکی سب جا ہے اک حقیقت

نیکی کا اگر لباس پائے
کچہہ اسمین کمال بڑہ نجائے

بد مین وہ اگر ظہور پاوے
اس سے کوئی بات گہٹ نجائے

خورشید چمکے ہاہی سب پے
کیا پاک ہو پلید بدتر

ہر نور مین ہو نہ کچہہ تبدل
اسمین آئے نہ کچہہ تخلل

وہ مشک کی بوسی خوشبو ہے
خوشبو بدبو سے وہ بری ہے

گل سے لیتا نہین وہ کچہہ رنگ
خار و خار اسی بھی نہین تنگ

رُباعی

چون خور ز فروغ خود جہان آراید
بر پاک و پلید اگر بتابد شاید
نے نور وی از ہیچ پلید آلاید
نے پاکی او ز ہیچ پاک افزاید

لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقیّد نباشد۔ و مقیّد بی مطلق صورت نہ بندد و اما مقید محتاج است نہ مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف۔ چنانکہ میان حرکت ید و حرکت مفتاح کہ در ید است۔

خورشید کو ہے فروغ شایان — پاک او رنجس پہ چمک یکسان
اسکو نکرے نجس نجاست — پاکی سے بڑہے نہ کچھہ طہارت

تجلّی اکیسوین

مطلق نہو بے مقید اصلا — بے مطلق ہو نہ قید جاننا
محتاج تو قید مین لگی ہے — مطلق تقئید سے غنی ہے
تقئید مین ہے ضرور حاجت — مطلق مین غنا کی ہے ضرورت
پس دونون طرف ہے لازمیت — اور ایک طرف فقط ہے حاجت
جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتہہ — حرکت کنجی کی ہات کیساتہہ
تحریک کلید ہات مین ہے — اور ہاتہہ کا فعل ذات مین ہے
کنجی محتاج ہو گئی ہے — اور ہاتہہ اس فعل مین غنی ہے
کنجی ہے قید ہات مطلق — تقئید جہان مین ذات مطلق

رُباعی

اے در حرم قدس تو کس را جائے
عالم تو پیدا و تو خود پیدائے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
ما را تو بتو حاجت و ترا با مائے

و ایضاً مستلزم مقیدیست از مقیدات علی سبیل البدلیۃ نہ مستلزم مقیدی مخصوص وچون مطلق را بدے نسبت قبلہ احتیاج ہمہ مقیدات اوست لا غیرہٗ

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے　　پھونچے کوئی وان۔ مجال کیا ہے
تجھہ سے پیدا ہیہ سب جہان ہے　　تو خود ناپیدا اور نہان ہے
تو ہم تو جدا نہین ہین باہم　　ہر دم رہتے ہین تجھسے ہمدم
لیکن مجھکو ہی تجھہ سے حاجت　　تجھکو میری نہین ضرورت

از جملہ مقیداتِ عالم　　مطلق سے مقید اک ہے باہم
ہر ایک جو قابل بدل ہے　　مطلق کا اسیطرح عمل ہے
مخصوص نہین مقید اُس کا　　مطلق کو نہین ہے لازم اصلا
ہمثل وہ جبکہ بالیقین ہے　　مطلق کا بدل کہین نہین ہے

جتنے ہین مقیدات دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتون کا
کوئی نہین غیر ذاتِ مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

رباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقهٔ فضل ازل نتوان یافت
هر هرکه بود توان گرفتن بدلے
تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

رباعی

ای ذاتِ رفیع تو نه جوهر نه عرض
فضل و کرمت نیست معلل بغرض
هرکس که نباشد تو عوض باشی ازو
وانرا که نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از مقید باعتبار ذاتست۔ والا ظهور اسماء الوهیت۔ وتحقق نسبت ربوبیت بی مقید از محالات۔

اسباب و علل سے تیری قربت
تجھسے اُسوقت رابطہ ہو
بے مانند و بدل جو تو ہے
ہر اک کا بدل یہان ملیگا

حاصل ہو کرین کہان یہ طاقت
گر فضل ازل سے واسطہ ہو
مشکل ہمین تیری جستجو ہے
پر تیرا بدل کہان ملیگا

اے ذات تیری غرض نہ جو کو
تیرا فضل و کرم ہے ایسا
جسکا نہو کوئی تو عوض ہو

تیرا ہے مقام سب سے برتر
محتاج غرض نہین کسیکا
تو ہو نہ عوض بنائین کسکو

مطلق جب ذات ہو گئی ہے
ورنہ یہہ باعتبار اسما
اسمار الوہیت کے اظہار

تقیید ہے اسلئے غنی ہے
تقیید مین آگئی ہے ایسا
تحقیق ربوبیت کے آثار

جب تک تقیید مین نہ آئین
مشکل ہے جو یان ظہور پائین

رباعی

ای باعثِ شوق و طلبم خوبیِ تو
فرعِ طلبِ منست مطلوبیِ تو
گر آئینۂ محبیِ من ننمود
ظاہر نشود جمال محبوبیِ تو

لا۔ بلکہ ہم محب حق است و ہم محبوب او۔ و ہم طالب حق است و ہم مطلوب او۔ مطلوب و محبوب ست در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت۔

ای غیر ترا بسوی تو سیر سے نے
خالی ز تو ہیچ مسجدے و دیرے نے
دیدم ہمہ طالبانِ مطلوبِ ترا
آنجملہ توی و در میان غیرے نے

مجھہ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے
تیری خوبی ہی کا سبب ہے

میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ
مطلوبی کا تیری ہی تماشا

مین تیرا محب سر آئینہ ہون
مین حسن کا تیرے آئینہ ہون

محبوبی تیری نہوتی ظاہر
ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر

ہان مین نے غلط کہی تھی یہ بات
حق یہہ کہ محب ہے اسکی خود ذات

وہ خود ہے محب وہی ہے محبوب
طالب ہی وہی وہی مطلوب

احدیتیہ جمع مین ہے مطلوب
احدیت جمع مین ہے محبوب

یعنے محبوب اور مطلوب
احدیت جمع سے ہے منسوب

کثرت تفصیل ہی کی خاطر
طالب و محب مین ہی وہ ظاہر

ایسا ہو ترا کہ ہو کوئی غیر
سبکی تیرے سمت ہی رہی سیر

تجھسے خالی نہین کوئی جا
مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا

طالب مطلوب سب کو دیکھا
جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

لائحہ بست دوم

حقیقت ہر شئے نعین وجود است
در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن
شئے مظہر اوست۔
یا خود وجود متعین بہمان شان در ہمان
حضرت و اشیاء موجودہ عبارت اند
از تعینات وجود باعتبار انصباغ
ظاہر وجود بآثار واحکام حقایق
ایشان یا خود وجود متعین بہمین اعتبارات
بر وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان
باشند۔

تو ہی تو سب جگہ عیان ہے	یان کوئی نہ غیر درمیان ہے

تجلی بائیسوین

ہر شئے مین جو ہی حقیقت اسکی	ق	بس ہے وہ تعین وجودی
جو حضرت علم مین نہان ہے		ظاہر ہین مگر نہین عیان ہے
اس شان کی روسی خاص وہ شئے		اسکی مظہر یہان بنی ہے
یا خود یہ وجود بھی اسی مین		ہوگا متعین علم ہی مین
اشیا موجود جتنی ہونگی		سب ہین وہ تعین وجودی
آثار انکی حقیقتون کے	ق	احکام وجود ظاہری سے
جب تنگ وجود مین وہ آئے		شئے موجود نام پائے
یا دوسری طرح سے یہ سمجھو	ق	تحقیق وجود ظاہری کو
باطن مین وجود کے حقایق		پنہان رہنے کے سب ہین لایق

واحکام و آثار ایشان در ظاہر وجود پیدا زیرا کہ زوالِ صُورِ علمیّہ از باطن وجود محالست والا جہل لازم آید۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیرا ؕ

رُباعی

مائیم وجود و اعتبارات وجود
در خارج و علم عارضِ ذات وجود
در پردۂ ظلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآتِ وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت و وجود یا وجودِ متعین است۔

اس صورت مین وجود خودہی
پاتا ہے تعینِ وجودی

آثار حقائق - آخری مین
پیدا ہین وجود ظاہری مین

کیونکہ علمی صُوَر ہون نہ ایل
باطن سے وجود کی ہے متشکل

گر صورتِ علم ہو نہ قائم
آجائیگا جہل اُسمین لازم

اعلےٰ ہو کوئی کہ اُس سے اعلےٰ
سب سے اعلےٰ ہے حق تعالےٰ

ہم آپ وجود ہی ہین بالذات
خارج مین ہین اسکے اعتبارات

اور علم کا لبس ھی اثر ہے
عارض ذاتِ وجود پہ ہے

ظلمت مین علم کی ہم نہان ہین
مرآتِ وجود مین عیان ہین

عکس اپنا ہے آئینہ مین ظاہر
ہم اپنے ہی عکس کے ہین ناظر

پس ہر شے کی ہے ایسی حالت
از روئے وجود اور حقیقت

ایسی یہہ صفت وجود کی ہے
یا خود متعین آپ ہی ہے

یا تعین عارض مر د وجو د را تعین صفت متعین اوست۔

صفت باعتبار مفہوم اگرچہ غیر موصوفست باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفہوم و اتحاد بحسب وجود موجب صحت حمل است۔

رباعی

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانہ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

یا خاص وجود ہے مقرر — عارض ہے تعین اسکا اور
جسکے متعینات ہونگے — وصف انکے تعینات ہونگے
مفہوم کی رو سے ہے یہ معروف — ہر چند ہین غیر وصف و موصوف
لیکن موصوف و وصف دونون — از روی وجود عین ہی ہون
حسب مفہوم غیریت ہے — اور حسب وجود عینیت ہے
مذکور یہہ جس قدر بیان ہے — بس موجب صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشین وہی ہے — ہمراہ اور رہ کہین وہی ہے
اطلس مین امیر کی وہی ہے — گدڑی مین فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیان ہو
یا جمع کا خانہ نہان ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشاہ
باللہ وہی ہے ثم باللہ

لائحہ بست و سوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی وخارجی مقول ومحمول میشود امّا اورا مراتب متفاوت است بعضہا فوق بعض ودر ہر مرتبہ اورا اسامی وصفات ونسب واعتبارات مخصوصہ است کہ در سائر مراتب نیست.

چون مرتبۂ اُلوہیت ورُبوبیت ومرتبۂ عبُودیت وخلقیت۔ پس اطلاق اسامی مرتبۂ اُلوہیت مثلاً چون۔ اللہ ورحمٰن وغیرہما۔

تجلی تیسوین

سب مین ہے حقیقت وجودی | موجود ہون خارجی کہ ذہنی
ہرچند گمان ہی سب کا اکثر | ظاہر ہے وجود سب مین یکسر
پر ہے بمراتب تفاوت | بعضے بعضے مین اسکی حالت
ہر ایک کا مرتبہ جدا ہے | ہر ایک مین فرق ہی رہا ہے
ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے | ہر ایک کی جدا خصوصیت ہے
ایسے ہی نسب و اعتبارات | ہر ایک کی جدا ہین اتصافات
ہین ایک مین نہین ہین | مخصوص کہین نہین کہین ہین
جیسے کہ الوہی اور ربوبی | ہین خاص مراتب الہی
جو خلق و عبودیت کی ہی شان | مخلوق کیواسطے ہی شایان
جیسا اسم رحیم و رحمان | یہہ خاص ہے بمراتب سبحان

بر مراتب کونیّہ۔ عین کفر محض زندقہ باشد۔ وہمچنین اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیّہ بر مرتبۂ الٰہیّہ غایت ضلال ونہایت خذلان باشد۔

رُباعی

ای بُردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی
وندر صفتِ صدق ویقین صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

لائحہ بست وچہارم

وجود حقیقی یکے بیش نیست وآن عین وجود حق وہستی مطلق است۔

بس شانِ الوہیت کے سوا ... شان کوئی مین ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق ... مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا ... عین کفر اس سے ہے ہویدا
نا مولکا اسیطرح سے اطلاق ... ق ... جو ہین مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو ... گمراہی و خذل مین بسر ہو

اس شبہہ مین تمکو ہے یہ سودا ... مین بھی ہون بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کی وصف مین گم ... صدیقیت مین ہوسکے گم
ہر مرتبہ وجود اس جا ... رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظتِ مراتب ... زندیق بنینگے آپ صاحب

تجلی چوبیسوین

بس ایک وجود ہے حقیقی ... زاید نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عین وجودِ ذاتی حق ... جسکی ہستی ہے عین مطلق

امّا او را مراتب بسیار است۔ اول مرتبہ لاتعیُّن و عدمِ انحصار است۔

و اطلاق از ہر قید و اعتبار ازین حیثیت منزہ است از اضافات نعوت و صفات و مقدّس است از دِلالتِ الفاظ و لغات نہ نقل را در نعت جلال او زبان عبارت و نہ عقل را بکُنہ کمال او مکان اشارت ہم اربابِ کشف از ادراکِ حقیقتش در حجاب۔ و ہم اصحاب علم از اقتناع معرفتش در اضطراب۔

غایت نشان از وی نشانیست و نہایت عرفان وے حیرانی۔

سجدہ ہیں مراتبات اسکے	تقسیم ہوئے ہین اسطرح سے
سب سے پہلا ہے لاتعین	جسکو نہین حصر بالیقین
قید و اطلاق سے بری ہے	اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات	جسمین نہ نعوت و اوصافات
وہ پاک ہی سب دلالتون سے	الفاظ و لغت کی حجتون سے
گم ہے لغت جلال مین نقل	عاجز کنہ کمال مین عقل
اور اسکی حقیقتون کا ادراک	کیا ہو سکے اہل کشف سے حاک
ذی کشف یہان حجاب مین ہین	ذی علم بھی اضطراب مین ہین
عارف ہین معرفت مین عاجز	عاقل ہین کنہ ہیت مین عاجز
عارف ہین نہ معرفت کا امکان	حیرانی ہے اسکی حد عرفان

یہہ اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

رباعی

ای در تو عیان نهانها همه هیچ | پیدا و یقینها و گمانها همه هیچ
از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد | کانجا که تویی بود نشانها همه هیچ

رباعی

هرچند که جان عارف آگاه بود | کی در حرم قدس تواش راه بود
دست همه اهل کشف و ارباب شهود | از دامن ادراک تو کوتاه بود

رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما | حاشا که شود بعقل ما مدرک ما
خوش آنکه ز نور او دمد صبح یقین | ما را برهاند ز ظلام شک ما

ای تجھہ مین عیانیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان یقین او فہم

ای تجھہ مین نہان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان گمان اور وہم

مطلق نہین یان ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہر چند ہے جان عارف آگاہ
دامن ادراک کنہ حق کا

پر قدس حرم مین پائی کب راہ
یان ہاتھ کسی کے بھی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہستی
کوتاہ ہے یان دراز دستی

لانیفک جز و عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا

مدرک نہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی صبح یقین ہویدا

یہہ ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اندہیر سے بچالے

مرتبۂ ثانیہ تعین اوست بہ تعین جامع
مر جمیع تعینات فعلیہ وجوبیہ الٰہیہ را و
جمیع تعینات انفعالیہ امکانیہ کونیہ
را و این مرتبہ مسمی است بہ تعین اول۔
زیرا کہ اول تعینات حقیقت وجود است
و فوق او مرتبہ لاتعین است۔

لامرتبہ غیرہ۔

و مرتبۂ ثالثہ احدیۃ جمع جمیع تعینات
فعلیہ موثرہ است۔

و این مرتبۂ الوہیت است۔ مرتبۂ رابعہ
تفصیل مرتبۂ الوہیت است۔ و این مرتبۂ
اسماء و حضرت ایشان است۔

جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا ق ہین جمع تعینات اُسجا
سب ہین جو تعین الٰہی فعلی ہون یا کہ ہون وجوبی
اور جملہ تعینات کونی امکانی ہون کہ انفعالی
جس وقت وجود کی حقیقت پائی جو تعینون مین کثرت
یان ہے جو تعینون مین پہلا اول ہے تعین اسم اُسکا
تہا فوق مین اُسکے لاتعین جس جا نہ کوئی ہوا تعین
جب تیسرے مرتبہ مین آیا احدیت جمع نام پایا
پس جتنے تعین اس جگہ ہین فعلیہ اور مؤثر ہین
یعنے ہین تعینات اس کے فعل اور تاثیر کرنیوالے
یہ مرتبہ الُوہیت ہے پس اسکی یہی خصوصیت ہے
بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتہا ہے مرتبہ جمیع اسما
اُس مرتبہ الوہیت کی تفصیل اسمین ہے پوری پوری

واعتبار این دو مرتبه از حیثیت ظاهر
وجود است که وجوب وصف خاص
اوست - مرتبه خامسه احدیة -
جمع جمیع تعینات انفعالیه است -
که از شان ایشانست -
تاثیر وانفعال - واین مرتبه کونیه
امکانیه است -
مرتبه سادسه تفصیل مرتبه کونیه
است -
که مرتبه عالم است وعروض این
دو مرتبه باعتبار ظاهر علمست که امکان
از لوازم اوست -

یہ دونو مراتب آخری ہین　　از روئے وجود ظاہری ہین

دونونکی ہی ہے وجہ تعریف　　اسکی ہے وجوب خاص توصیف

جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا　　احدیت جمع یہہ بھی ہوگا

چارم تجسم کا ایک ہے نام　　ہر ایک کا مگر جدا رہا کام

دونون نہین فرق ہی ہین خالی　　فعلی وہ تھا یہ انفعالی

ہین جمع تعینات جو یان　　اُن مین ہے بس انفعال کی شان

فعلیہ ہے وان حصول کرنا　　یان اسکا اثر قبول کرنا

اس وجہہ یہ مرتبہ ہے معروف　　امکان و رکونسے ہے موصوف

بعد اسکے جو مرتبہ چھٹا ہے　　وہ عالم کا ہی مرتبا ہے

اجمال مین عیان جو کو نہ تھا　　تفصیل اُسکی ہوئی ہے اجا

اعراض ان دونون مرتبونکے　　ہین ظاہر علم کے سبب سے

معلوم ہوا اسی سبب سے　　امکان ہے لوازمات اُسکے

وان تجلی اوست برخود بصور حقایق واعیان ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست که در جمیع این مراتب وحقایق که تفصیل مرتبه احدیت اند مرتبه دران ساریست و وی درین مراتب وحقایق عین این مراتب وحقایق است چونکه این مراتب وحقایق در وے عین وے بودند۔

حَیْثُ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَهٗ الشَّیْءُ

رُباعی

هستی که ظهور میکند در همه شے
خواهی که بری بحال وی با همه شے
رو بر سر مے حباب را بین که چسان
مے وی بود اندرے و وی در مے

اپنے جُملہ حقیقتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر
اِک ہی ہے وجودِ حقیقت
احدیّت سے ہوا تنزّل
ترتیب سے جُملہ مرتبون مین
کیونکہ یہہ حقایق و رتبات

ممکن اعیان کی صورتون سے
ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
جسنے پائی ہے آپ کثرت
پائے تفصیل مرتبے کل
ساری ہوا سب حقیقتون مین
تھے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تھا نتھی کوئی شے
اب بھی اُسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شئے مین ہے جو ظاہر
جا شیشۂ مے مین ہے جو کف دیکھہ

ہونا ہے تجھے گر اس سے ماہر
گنج عرفان حق بکف دیکھہ

مے پر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہی مے نہین کوئی شے

رباعی

بر لوح عدم لوایح نور قدم ... لائح گردید کس درین سر محرم

حق را مشمر جدا ز عالم زیرا ... عالم همه در حق است و حق در عالم

لائحه بیست و نهم

حقیقت الحقایق که ذات الهی ست تعالی شانه حقیقت همه اشیارست واو فی حدّ ذاته واحدیست که عدد را باو راه نیست۔

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مراتب تارةً حقایق جوهریّه متبوعه است وتارةً حقایق عرضیّه تابعیه ۔

اس نورِ قدم کی جب تجلی　　پوری لوحِ عدم مین جھلکی
کوئی اس سے ہوا نہ محرم　　محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم
عالم حق کے سوا نہ سمجھو　　حق اور عالم جُدا نہ سمجھو
حق اور عالم مین ایسے باہم　　عالم حق مین ہے حق مین عالم

تجلی پچیسوین

اسکی ہے جو ذاتِ مطلق　　کہتے ہین حقیقت الحقایق
جو سب اشیا کی ہے حقیقت　　ذاتِ واحد ہے اسکی صورت
ذاتِ واحد احد نہین ہے　　یہ واحد کچھ عدد نہین ہے
از روے تجلیاتِ بیحد　　پائی ہے تعینات بیحد
گاہے یہ حقایق جواہر　　متبوع کی شان مین ظاہر
گاہے اُن کا عرض بنی ہے　　وصفِ تابع مین آگئی ہے
حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم　　عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

پس ذاتِ واحد بواسطۂ صفات متعددہ جواہر واعراض متعددہ متکثرہ مینماید۔ ومن حیث الحقیقہ بیکدیست کہ اصلا متعدد و متکثر نیست۔

رُباعی

اے برسرِ این و آن نازدہ خط · پندارِ دوئی دلیل بُعدست و شطط
درجملہ کائنات بے سہو و غلط · یک عین تحسب دان ذات فقط

این عین واحد از حیثیت تجرد واطلاق از تعینات وتقییدات مذکورہ حقست واز حیثیت تعدد وتکثر کہ بواسطۂ تلبس او بہ تعینات مینماید۔ حق است وعالم۔ پس عالم ظاہر حق است وحق باطن۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود۔ وحق بعد از ظہور عین عالم۔

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات — جسکے ہیں بہت سے اتصافات
جن کے اعراض اور جواہر — اس کثرت سے ہوئے ہیں ظاہر
ورنہ ازروئے یک حقیقت — اسمیں اصلاً نہیں ہے کثرت

ای حرفِ این و آن کے سیرا — کہینچا نہ خط یقین سراسر
تو اپنی سمجھ پہ حرف لایا — پر حرفِ دوئی نہیں مٹایا
اپنے پندار پہ ہے نازان — ہے وہم دوئی دلیلِ حیران
اس جملہ جہان ہیں غیر شبہات — اک عین ہے بس فقط اِک ذات

از تقیید و تعیناتِ آفاق — از روئے تجرد اور اطلاق
ہیں عین وجودِ ذاتی حق — شان اُسکی مجرد اور مطلق
از روی تکثر و تعدد — پاتا ہے وجود عین ہی خود
عالم کے لباس میں جب آیا — یان عالم و خلق نام پایا
پس ہے عالم ہی ظاہرِ حق — باطن عالم کا حق ہے مطلق

بلکہ فی الحقیقت یک حقیقت است - و ظہور و بطون و اولیت و آخریت از نسب و اعتبارات اوئید - ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ؕ

رُباعی

در شکل تبان نہرِ عشاق حقیقت | لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حقیقت
چیزیکہ بود ز روی تقیید جہان | واللہ کہ ہمان ز روی اطلاق حقیقت

رُباعی

چون حق بتفاصیل شیون گشت عیان | مشہود شد این عالم پر سود و زیان

گر باز روند عالم و عالمیان
باز تبہ اجمال حق آید بمیان

عالم کو عین حق سمجھے		عالم کے ظہور سے ہے پہلے
حق ہو گیا آپ عینِ عالم		اور بعد ظہورِ خلق و آدم
بس ایک حقیقت اُسکو جانو	ق	بلکہ حق تم جو پوچھتے ہو
اور اس کا ظہور و آخریت		اور اسکا بطون و اولیت
یہ اسکے ہیں نسب و اعتبارات		دراصل ہے اک حقیقت ذات
باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر		اول ہے وہی وہی ہے آخر
حق ہی تو ہے عاشق و نگار بن		صورت مین تو بنکی بنکے پرفن
حق یہ ہے کہ سب مین حق عیان ہے		ہان ہمارا غلط مرا بیان ہے
واللہ حق ہے زروی اطلاق		تعیید کی رُو سے ہے جو آفاق
دارِ سُود و زیان مین آئی -		تفصیل و شیون ذاتِ باری

واپس اُس سمت اگر جہان ہو
حق کا اجمال درمیان ہو

لائحہ بست وششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم عبارت است از اعراض مجتمعہ در عین واحد کہ حقیقت ہستی است۔ وآن متبدل ومتجدد میگردد۔ مَعَ الْاَنفَاسِ وَالْآنَاتِ در ہر آنے عالم بعدم میرود ومثل آن بوجود می آید واکثر اہل عالم ازین معنی غافل اند۔ کَمَا قَالَ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی۔ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۲۶پ سُوْرَةُ الْقَاف وازارباب نظر کسے برین مطلع نشدہ است

تجلی چھبیسویں

ق

ارشادِ جناب شیخِ اکبر ہے فصِّ شعیب میں مقرر
عینِ احد ہے فی الحقیقت ہستی کی جو ایک ہے حقیقت
جسمیں اعراض ہیں فراہم فرماتا ہے شیخ اسکو عالم
ہر دم رد و بدل ہے انمیں ہر آن نیا محل ہے اسمیں
ہر دم عالم عدم میں جانا پھر مثل اسکے وجود پانا
عالم والے ہیں اس سے غافل اکثر معنی سے اسکے جاہل
دیکھو تو ذرا اٹھا کے قرآن ہے سورۂ ق میں یہ فرمان

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۲۶ پ ۔

بلکہ ان پر ہے شک کا پرتو پیدا کرنے سے از سر نو"
علما جو صاحب نظر ہیں اسکے معنی سے بیخبر ہیں

مگر اشاعرہ در بعضی اجزائی عالم
کہ اعراض است۔ حیث قالوا الاعراض
لا یبقی زمانین۔ دیگر حسبانیہ کہ معروف
اند بہ سوفسطائیہ۔
در ہمہ اجزائی عالم چہ جواہر وچہ اعراض
و ہر یک از فریقین من وجہی
خطا کردہ اند اما اشاعرہ بسبب آنکہ
اثبات جواہر متعدّدہ کردہ اند۔
ورائے حقیقت وجود واعراض
متبدلہ متجدّدہ رابآنہا قایم داشتہ
ونداستہ اند کہ عالم بجمیع اجزا
نیست۔

کرتے ہین اشاعرہ یہ معنیٰ | اسطرح انہون نے اسکو جانا

یعنے عالم کے بعض اجزا | رہتے نہین دو زمان مین یکجا

حسبانیہ لقب ہے جنکا | سوفسطائی ہے عرف انکا

اسطرح سے ہے بیان انکا | ق | بعضے نہین بلکہ جملہ اجزا

یعنے جوہر عرض ہین باہم | جملہ اجزا ہین درج عالم

ہر ایک فریق نے خطا کی | جانی نہین عینیت خدا کی

ہے اہل اشاعرہ مین اثبات | جوہر ہین بہت عرض ہے ایک ذات

یعنے کہ وجود کی حقیقت | جوہر کو نہین ہے اس سے نسبت

جوہر اور عرض یہ دونون ملکر | تبدیل مین آ رہے ہین یکسر

پر دونون نے نہ جانا اصلا | ہر دم ردّ و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہین
تبدیل مین جاری الغرض ہین

مگر اعراض متجددہ متبدلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔
و امثال انہا بوے متلبس میگر دند۔
پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلط می افتد۔
و می پندارد کہ آن امریست واحد مستمر۔
کما یقول الاشاعرۃ فی تعاقب الامثال علی محل العرض من غیر خلو ان من شخص من العرض المماثل للشخص الاول فیظن الناظر انہا امر واحد مستمرۃ

اعراض نئے بدل رہے ہیں — ہر آن نئے نکل رہے ہیں
عین واحد میں ہیں فراہم — زائل ہوتے چلے ہیں ہر دم
ہر آن میں مثل انکے پیدا — ہو کر مٹکر ہیں پھر ہویدا
ناظر سے دیکھکر بلیے — دہوکے ہی میں بس آگیا ہی
ہے قول اشاعرہ کا جسمین — امثال کا ہے تعاقب ہمین
عالم اعراض کا محل ہے — جسکا ہر آن میں بدل ہے

اک آن میں ہے کسی کا جانا
اور دوسرا مثل اُس کے آنا
آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل
ناظر کا گمان بس یہی ہے
اِک ہی شے ہے جو چل رہی ہے

رباعی

بحریست نہ کاہندہ نہ افزایندہ ... امواج برو روندہ و آیندہ
عالم چو عبارت از ہمین امواجست ... نبود دو زمان بلکہ دو آن پایندہ

رباعی

عالم بود ار نہ ز عبرت عاری ... نہر جاری بطورہای طاری
وندر ہمہ طورہای نہر جاری ... سریست حقیقت الحقائق ساری

اما خطاء سوفسطائیہ آنست کہ مع قولہم بالتبدل فی العالم باسرہ متنبہ نشدہ اند بآنکہ یک حقیقت است کہ متلبس میشود بصور و اعراض عالم و موجودات متعینہ متعددہ مینماید و ظہوری نیست اورا در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکہ وجودی نیست در خارج بدون او۔

گھٹتا بڑھتا نہین سمندر — آتی جاتی ہین موجین یکسر
عالم تمثال موجِ دریا — جسمین وہ زمان نہین ہین یکجا
پانی جس طرح سے روان ہے — عالم پایندہ اور دوان ہے

عالم جو گذر رہا ہے اُسکو — عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو
بہتی چلی جا رہی ہے اک نہر — اور اُسمین روان ہین لہر پہ لہر
یہہ نہر جو ایکسان ہے جاری — لہرونمین یہ کیفیت ہے ساری
یہہ بھید سمجھنے کے لایق — ساری ہے حقیقت الحقایق

سوفسطائی کی یہ خطا ہے — اُن کا یہہ قول ناروا ہے
یعنی عالم مین ہے تبدّل — آگاہ نہین وہ اس سے بالکل
اگر کثرت مین اک حقیقت — موجود جہان کی پائی صورت
جو کچھ ہے یہ اختلاف ظاہر — اعراض و صور مین صاف ظاہر
خارج مین وجود ہی نہین ہے — بس عین ہی عین ہر کہین ہے

رُباعی

سوفسطائی کہ از خرد بیخبر است | گوید عالم خیالی اندر گذر است

آرے عالم ہمہ خیالست ولے
پیوستہ در و حقیقتے جلوہ گر است

واما ارباب کشف وشہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ در ہر نفسے متجلیست تجلّی دیگر۔ ودر تجلّی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکہ در ہر نفسے بہ تعین دیگر ظاہر میشود و در آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہین | گمراہ ہین اس سے بیخبر ہین
انکا ہے سخن خرد سے خالی | عالم کو جو کہتے ہین خیالی
بیشک عالم تو ہے خیالی | لیکن وہ خیال کب ہے خالی
دایم یہ خیال کی ہے حالت | جلوہ گر اس مین ہے حقیقت
لیکن ہے اصل بات اگر ہے | مشہود وہ اہل کشف پر ہے
وہ حق سبحانہ تعالے | ہر دم متجلی ہونیوالا
ہر شان مین اک نئی تجلی | ہر آن مین اک نئی تجلی
جو ہوگئی وہ نہ آئیگی پھر | کچھ اور ہی شان لائیگی پھر
آئے نہ وہی تجلی ہر بار | اصلا ہوگی نہ اس کی تکرار
ایسی ہے تجلی اسکو تو جان | دو آن مین اک تعین اک شان

ہر شان مین اک نیا تعین -
ہر آن مین اک نیا تعین

رباعی

هستی که بعینیات دو آن در شانی ... در شان دگر جلوه کند هر آنی

این نکته بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق برهانے

و سر درین آنست که حضرت حق را سبحانه تعالے اسماء متقابله هست بعضے لطفیه و بعضے قهریه۔ و همه دایما در کار اند۔ و تعطیل بر هیچ یک جائز نه پس چون حقیقتے از حقایق امکانیه بواسطه حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد۔ رحمت رحمانیه او را دریابد۔

ہر دم یک شان مین وہ ہستی — دو آن مین ایکسان نہوگی
جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن — جسکی ہر دم نئی ہے اک شان
یہ نکتہ حق ہے جسکی برہان — قرآن مین ہے کل یوم فی شان

جو ہین پیدا اسمین اسکو — اسما متقابلہ مین حق کے
لطفیہ ہین بعض نام اسکے — قہریہ ہین بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہین نام معروف
اپنے کامون مین سب ہین مصروف

سبکو کرنی ہے اُسکی تعمیل — جائز نہین ایک کو بھی تعطیل
بس امکانی جو ہین حقایق — ہر ایک حقیقت اپنے لایق

جب اُسکے حقیقت شروط راست آئین
اور اُنکے ممانعات جب جائین

وہ مستعد وجود اگر ہو — رحمت رحمان کی کارگر ہو

وبروے افاضۂ وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبس بآثار واحکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
و متجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیتِ حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات و آثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
و در ہمان آن انسلاخ بر مقتضای
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد و در آن ثانی
بقہر احدیۃ مضمحل گردد۔

تاثیر دکہائے اسم رحمان — جب اسپہ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور مواثر — آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعین — ہو جاتا ہے وہ بالتیقن

یان حسب تعین اک حقیقت — بنتی ہے تجلی پاکے صورت

بعد اسکے وہ شان نام پائی ق — قہر حدیثہ حقیقی

جتنے کہ تعین و اثر ہین — انکی کثرت سے جو صور ہین

اس قہر کا بس یہی اثر ہو — کرتا ہے مضمحل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین — کردیتا ہے محو بالتیقن

کرتے ہی یہ محو اسکو اس آن — رحمان کی رحمت آگئی وان

پہر خاص تعین اس مین پیدا — پہلے ظاہر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے
قہر اسکو اک آن مین اڑائے

تعینے دیگر بر رحمت رحمانیہ حاصل اید
هذا الا ما شاء الله پس در ہیچ دو آن
بیک تعین تجلّی واقع نشود۔
و در ہر آنے عالمے بعدم میرود و دیگرے
مثل آن بوجود می آید۔ اما محجوب بجہت
تعاقب امثال وتناسب احوال
می پندارد کہ وجود عالم بریک حال ست
و در ازمنہ متوالیہ بریک منوال۔

رباعی

سبحان اللہ نہ خداوند دو
مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود
در ہر نفسے برد جہانے بعدم
وآرد دگرے چوآن جہان ہم بوجود

رحمت رحمان کی پہر ہو موجود — کردے پہر قہر اُسکو مقصود
ایسی ہی رہے ہر یک تجلّی — جبتک کہ رہی خدا کی مرضی
دو آن مین ایک ہی تعین — پاے نہ تجلّی بالتیقن
پس ایک عالم ہوا جو مفقود — پہر دوسرا مثل اُسکے موجود
ق
لیکن محجوب ہے جو عاری — یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری
امثال کا دیکہکر تعاقب — احوال کا دیکہکر تناسب
دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے — یہ اسکو یقین آرہا ہے
عالم کا وجود ہے جو دائم — بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یارب تجہ مین ہی صفت جود — فضل و کرم اور رحمت وجود
لیجاتا ہے تو ایک دم مین — اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اُسکے دوسرا اُسی دم
لاتا ہے وجود مین تو عالم

رُباعی

انواعِ عطا اگرچہ خدا می بخشد | ہر اسم عطیۂ جدا می بخشد
در ہر آنے حقیقتِ عالم را | یک اسم فنا یکے بقا می بخشد

دلیل بر آنکہ مجموعِ اعراض مجتمعہ است در عینِ واحد کہ حقیقۃ وجود است آنست کہ ہرچند حقایق موجودات را تحدید میکنند در حد و داینشان غیر از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتیکہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسمِ نامیست و حساس و متحرک بالارادہ۔ و جسم جوہریست قابل مرابعاد ثلثہ را و جوہر موجودیست لافی موضوع۔

انواع عطا خدا ہی بخشے — ہر اسم عطا جدا ہی بخشے
ناموں سے حقیقت جہاں کو — ہر آن فنا بقا عطا ہو
اسطرح دلیل سے عیاں ہے — جسکا بیان ذیل مین بیان ہے
جو کچھ کہ وجود کی ہے حالت — عین فنا حد ہے فی الحقیقت
جس مین اعراض مین فراہم — ہین جمع تعینات باہم
تجدید وجود مین کماہی — کرتے ہین حقایق الہی
جو انکے حدود مین ہین ظاہر — اعراض ہی دیکھتا ہے ناظر
مثلاً کوئی کہے کہ انسان — گویا ناطق ہے ایک حیوان
جسم اور نمو حس اور حرکت — حیوان کے حدود کی ہے خصلت
اور جسم ہی جوہر اصل کابل — تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

وموجودذاتیست کہ مرا ورا تحقق وحصول باشد
درین حدود ہرچہ مذکور میشود ہمہ از قبیل اعراض است
الاآن ذات مبہم کہ درین مفہومات ملحوظ است۔
زیراکہ معنی ناطق ذات لہ النطق است۔ ومعنی
نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا فی البواقی۔ واین ذات
مبہم عین وجود حق وہستی حقیقی است کہ قائمست
بذات خود۔ ومقومست مراین اعراض را۔
وآنکہ ارباب نظر میگویند۔ کہ امثال این مفہومات
فصول نیستند بلکہ لوازم فصول اند۔ کہ بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطہ عدم قدرۃ بر تعبیر
از حقایق فصول بہ وجہیکہ ممتاز شوند از ماعدای
خود بعضیٔہ ازین لوازم۔

موجود ہے ذات بالتحقق / جسکو ہے حدود مین تعلق

جو کچھ کہ بیان ہوا ہے مذکور / اعراض کی رو سے ہے یہ مشہور

لیکن ان مین وہ ذات مبہم / ملحوظ ہے اور ہے مسلم

ثابت یہ ہوا نہ روئے منطق / جس ذات مین نطق ہو ہے ناطق

جس ذات مین ہو نمو ہے نامی / ایسا ہی سمجھ لو مین جو باقی

ذات مبہم ہے ہستی حق / عین وجود ذاتیٔ حق

جو ذات سے اپنی خود ہے قایم / دیگر اعراض کی مقوّم

ارباب نظر کا یہ بیان ہے / غلطی جس قول سے عیان ہے

جتنے مفہوم کے ہین امثال / ہونگے نہ فصول وہ بہر حال

ہین بلکہ لوازمات انکے / رکھے ہین فصول نام جنکے

کہتے ہین کہ امر ہے یہ دشوار / فصل او رحقایقونکا اظہار

اس طور کہ اپنے ماسوا سے / ممتاز ہین بغیر انکے

یا لوازمیکہ ازینہا اخص باشد مقدمہ ایست ممنوع وکلامیست نامسموع وبر تقدیر تسلیم ہرچہ نظر با جوہر ذاتی باشد قیاس بآن عین واحد عرضے خواہد بود زیراکہ اگرچہ داخلست درحقیقت جوہر خارج است ازآن عین واحد وقایم است باو دعوے آنکہ اینجا امرے ہست جوہری ورائے عین واحد درغایتہ سقوط است بالتخصیص وقتیکہ کشف ارباب حقیقت کہ مقتبس است ازمشکوٰۃ نبوۃ بخلاف آن گواہی دہد ومخالفت عاجز باشد ۔

یا اُن سے لوازمے ہوں مخفی　　کچھ بات نہین ہے یہہ سمجھ کی

یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع　　دراصل ہے امر غیر مسموع

بر تقدیر ایسا گر ہوا ہو　　تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو

عین واحد کا ذاتی جوہر　　رہجایگا عرض ہی بنکر

کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل　　جوہر کی حقیقتون مین داخل

خارج یان عین سے رہا ہے　　اور قایم اس سے ہو گیا ہے

دعوے انکا یہی ہوا ہے　　جوہر اس عین کے سوا ہے

عین اور جوہر کو غیر سمجھا　　دعوے ساقط دلیل بیجا

ہے کشف صحیح اہل حق کا　　مشکوٰۃ نبی سے نور پایا

یہہ کشف حقایق الٰہی　　دیتا ہے خلاف مین گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل مین مخالف

از اقامتِ دلیل واللہ یقول الحق
وہو یہدی السبیل پ ۲۱ ع ۱ الاحزاب ۳۳

رباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجوی
بی رفع قیود و اعتبارات مجوی
خواہی یابی ز علتِ جہل شفا
قانون نجات از اشارات مجوی

رباعی

گشتی بوقوف ہر مواقف قانع
شد قصد مقاصدت ز مقصد مانع
ہرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

واللہ یقول حق ہے آیت — سید ہے رستہ کی ہے ہدایت
حق بات ہے حق سنانیوالا — سیدھا رستہ بتانیوالا

تحقیق معانی مجنون سے
حاصل نہوا ان عبارتوں سے

اٹھہ جائے جو قید و اعتبارات — معنی ہنجائین خود عبارات
بیماری جہل تجھہ مین گر ہو — کوئی نسخہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی ہو فضولات
تجھکو نہ نجات دین اشارات

قانع نکرین تجھے مواقف — ہوگا نہ مقاصد وسے واقف
جب تک حجاب دو سہو گا — کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھائینگے مطالع
انوار خدا نہونگے طالع

رُباعی

در رفعِ حجب کوش نہ در جمعِ کتب
کز جمعِ کتب نمیشود رفعِ حجب
در طیِ کتب کجا بود نشئہ حب
طی کن ہمہ را و عد الی اللہ و تب

لائحہ بست و ہفتم

عظیم ترین حجابے و کشف ترین نقابے جمال وحدت حقیقی را تقیدات و تعددا نیست کہ در ظاہر وجود واقع شدہ است بواسطۂ تلبس آن باحکام و آثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج و حال آنکہ بوے از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است۔

جو رفع حجب سے جلوہ گر ہو
وان جمع کتب نہ کارگر ہو

گو تو نے بہت کتب کیے جمع
پر تیرے حجب نہون کبہی رفع

الفت کا نشہ بری بلا ہے
اس طی کتب سے کیا ملا ہے

گردان کتابین ساری جا کر
وہ مصحف رخ مطالعہ کر

اللہ کیطرف رخ اپنا پہیر
توبہ کرنے مین کر نہ کچہہ دیر

تجلی ستائیسون

وحدت کے حجاب ہین تعین
وحدت کے نقاب ہین تعدد

وحدت کا ہوا ظہور جسم
ظاہر مین وجود پائی اسم

لیکن اعیان کے حکم و آثار
ہے شکل وجود مین نمودار

جو حضرت علم مین ہین مخفی
اور علم ہے باطن وجودی

محجوبون کو یہ ہے نمایان
خارج مین عیان ہوئے ہین اعیان

حالانکہ وجودِ خارجی کی
بو تک اعیان کو نہ پہونچی

و همیشه بر عدمیّت اصلی خود بوده اند و خواهند بود
و آنچه موجود و مشهود است حقیقت وجود است اما
باعتبار تلبس باحکام و آثار اعیان نه از حیثیت تجرد
از آنها زیرا که ازین حیثیت بطون و خفا از لوازم اوست
پس فی الحقیقت حقیقت وجود همچنان بر وحدت حقیقی خود است
که ازلاً بوده و ابداً خواهد بود - اما بنظر اغیار بسبب
احتجاب بصورت کثرت احکام مقید و متعین در
می آید متعدد و متکثر مینماید -

رباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان — زان بحر ندیده غیر موج اهل جهان

از باطن بحر موج بین گشته عیان
بر ظاهر بحر و بحر در موج نهان

یہہ اصل عدم پر اپنے قایم　　تھے اور ہین وو رہینگے دایم
موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت　　بس ایک وجود کی حقیقت
لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام　　ظاہر ہین لباس مین بالاتمام
احکام اعیان جدا نہین ہین　　کچھہ ایک سی اک سوا نہین ہین
کیونکہ یہہ بطون اور مخفی　　ہین سارے لوازم وجودی
بس اصل وجود کی حقیقت　　وحدت مین ہے اپنی فی الحقیقت
جس حال مین تھی ازل سے جیسی　　ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی
محجوب جو ہے بچشم اغیار　　ہین اوسکے سبب قیود و آثار
وان ایک وجود تھا جو ہے یان　　تعداد کثیر سے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر　　بے پایان موج زن ہے یکسر
جیسے کہیا بحر کا تماشا　　جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا
دریا کے بطون سے نمایان　　بس موج ہی موج کا ہے سامان

رُباعی

بنگر بجہان سرّ الٰہی پنہان
چون آب حیات در سیاہی پنہان
پیدا آید بہ بحر ماہی انبوہ
شد بحر در انبوہی ماہی پنہان

ہر گاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ میشود ظاہر غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر و مظہر دیگر است و ایضاً انچہ نمودہ میشود از ظاہر در مظہر شبح و صورت است نہ ذات و حقیقت الا وجود حق و ہستئ مطلق کہ ہر جا کہ ظاہر است عین مظاہر است و در ہمہ مظاہر بذاتہ ظاہر۔

باطن ست ہے بحر ہی کے باہر ق	موجین لیتا ہوا سمندر
پر موج مین بحر خود نہان ہے	اس بحر سے موج ہی عیان ہے
مثل آب حیات دیکھو	تاریک جہان مین سر جو کو
مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا	مچھلی مچھلی بھرا ہے دریا
ظاہر ہے وہ بتعبیر مُظہر	جو شے جس چیز مین ہے ظاہر
مظہر کا اور طور ہوگا	یعنے ظاہر کچھ اور ہوگا

ظاہر مظہر مین ہے جو صورت
وہ ذات نہین نہ ہے حقیقت

خود ذات ہی فی اتہ ہے وہ مطلق	لیکن ہے وجود ہستی حق
ظاہر ہی بنا ہے یان مظاہر	سب جا ہستی حق ہے ظاہر

یعنی کہ ہین جسقدر مظاہر
مطلق ہستی ہے انمین ظاہر

رباعی

گو نیز دل آئینۂ آئین عجب است — در روی رخ شاہدان خود دیدن از عجب است

در آئینہ روی شاہدان نیست عجب
خود شاہد و خود آئینہ و این عجب است

رباعی

این آئینہ را داد جلا صورت تو — یک آئینہ کس ندید بے صورت تو

نے نے کہ ز لطف در ہمہ آئینہ ہا
خود آمدہ پدید بے صورتِ تو

لائحہ بست و ہشتم

حقیقت ہستی بجمیع شیون و صفات و نسب و اعتبارات کہ حقایق ہمہ موجودات اند و حقیقت ہر موجودے سار یست

آئین دل آئینہ عجب ہے　　اس مین رخ دلبرا عجب ہے
آئینہ مین شاہدون کا چہرا　　آجائے نظر تو ہے عجب کیا
ہان سب سے عجیب تر یہ بات　　شاہد ہے وہی وہی ہے مرآت

اس آئینہ مین جو کچھ جلا ہے　　تیری صورت کا پرتوا ہے
اک آئینہ بھی نہ ایسا دیکھا　　جس مین نہو تیرا جلوہ پیدا
ہان بلکہ ہے خاص لطف تیرا　　سب آئینون مین ہے تو ہویدا
آئینون مین عین دیدہ ہے تو　　بے صورت خود پدید ہے تو

تجلی اٹھائیسوین

ہستی جو ہی اک حقیقت ذات　　باشان و صفات و اعتبارات
موجود جہان کے سب حقائق　　درج ہستی کے ہین بہ لائق
با جملہ شیون یہہ ذات باری　　ہر اک موجود مین ہے ساری

ولہذا قیل کل شیٔ فیہ کل شیٔ صاحب گلشن راز گوید

شعر

دل یکقطرہ را گر برشگافی | برون آید ازو صد بحر صافی

رباعی

ہستی کہ بود ذات خدا و عزیز | اشیا ہمہ در وی اند و وی ہم نیز
اینست بیان آنکہ عارف گوید | باشند ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

لائحہ بست و نہم

ہر قدرت و فعل کہ ظاہر از مظاہر صادر میشود از ایشان در نباید فی الحقیقہ از حق ظاہر دران مظاہر ظاہر است نہ از مظاہر شیخ رضی در حکمت علیہ میفرماید۔

کل فی الکل جو مسئلہ ہے
جانے وہی جسکو حوصلہ ہے

یعنے ہر شئے مین کل ہی داخل
داخل ہر شئے مین شئے کامل

فرمان جناب گلشن راز
جامی جسکے ہین نغمہ پرداز

شعر

دل کو قطرہ کے تم جو چیروا
تو صاف سمندر اسمین دیکھو

ہستی جو ہے عین ذات سبحان
سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کرکے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

تجلی انتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
دراصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمۃ
ہے نسبت حکمت علیہ

لا فعل للحسن بل الفعل الذی بها فیها فاطمانت العین
ان یضاف الیها فعل پس نسبت قدرة و فعل
بنده از جهت ظهور حق است بصورت او
نه از جهت انفس او والله خلقکم و ما تعملون
میخوان و وجود قدرت و فعل خود را
از حضرت بیچون میدان ۔

رباعی

از ما همه عجز و نیستی مطلوبست
هستی و توابعش ز ما مسلوبست
این اوست پدید آمده در صورت ما
این قدرت فعل از آن بما منسوبست

جو فعل کہ عین مین ہے ظاہر — اُس فعل پہ اُسکا رب ہے قادر
اور عین ہے مظہر اُسی پر — یہہ فعل مضاف ہے کسی پر
بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت — ان سبکو مجاز سے ہے نسبت
بندہ تو بادی النظر ہے — حق آپ ہی اس مین جلوہ گر ہے
پس فعل ہوا حق ہی منسوب — بالکل بندہ سے ہے یہہ مسلوب
قرآن مین پڑہکے پاؤ عبرت — سینتیسوین سورہ کی یہ آیت

وَاللہُ خلقکم بما تعملون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے — حق نے پیدا کئے ہین سارے
تمکو کامون سے ہی جو نسبت — حق ہی کی ہے وانمین ساری قدرت
ہم سے ہستی ہے پوری مسلوب — یان نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل عبد یان ہے
رب عبد کی شکل مین عیان ہے

رباعی

چون ذات تو حق منفی بود ای صاحب هش
از نسبت افعال بخود باش خمش
شیرین مثلی شنو مکن روی ترش
ثبت العرش اولا ثم انقش

رباعی

وصافی خود برغم حاسد تا کی
ترویج چنین متاع کاسد تا کی
تو معدومی خیال هستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کی

لایحه سیم

چون صفات و احوال و افعال که در مظاهر ظاهر است
فی الحقیقت مضاف بحق ظاهر در آن مظاهر است

جب خود معدوم ہے تیری ذات	اپنے افعال مین نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سنیے
بہت سے کھلے جا کے نقش کھینچے

حاسد کے بھروسے اپنی توصیف	تجھ مین کب تک ہے یہ تعریف
چیز ایسی گھٹی ہوئی دکھائے	کب تک یہ غلط رواج پائے

معدوم ہے تو بحال ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

تجلی تیسوین

ظاہر ہین مظاہرون مین ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہین مضاف فی الحقیقۃ	ظاہر سب مین ہے ایک صورت

پس اگر احیاناً در بعضی از آنها شری و نقصانی واقع باشد از جهت عدمیت امری دیگر تواند بود زیرا که وجود من حیث هو وجود خیر محض است و از هر امر وجودی که شری متوهم میشود بواسطهٔ عدمیت امر وجودی دیگر است نه بواسطهٔ آن امر وجودی من حیث هو امر وجودی۔

رباعی

هر نعت که از قبیل خیر است و کمال | باشد ز نعوت و صفات پاک متعال

هر صفت که در حساب شر است و وبال
دارد ز قصور قابلیات مآل

حکما در آنکه وجود خیر محض است۔ دعوی ضروری کرده اند و از برای توضیح مثالی چند آورده و گفته ۔

احیاناً بعض مین بدی ہو — یا کچھہ نقصان عارضی ہو
کوئی عدمیت امر کی ہے — خود ان مین ہی بات کچھہ بری ہے
اک حال یہ ہے وجود قایم — ہے خیر ہی خیر محض دایم
جو بات وجود مین ہو شر کی — اور ہمکو بری دکھائی دیتی
وہ اور وجود کا عدم ہے — جسمین عدمیت اتم ہے
تم اصل وجود کو نہ جانو — جز خیر کے جسمین کچھہ نہ شر ہو

خیر اور بھلائیان ہین جتنی -
جملہ ہین یہہ وصف ذات باری

شر اور بدی کے اقتضاآت — ہین وجہ قصور قابلیات
دعوی حکما کا ہے یہ اکثر — بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات مین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

که بر د مثلاً مفسد ثمار و شر است نسبت با ثمار شریت او نه از آن جهت است که کیفیتے از کیفیات است زیرا که او ازین جهت کمالیست از کمالات بلکه از آنجهت است که سبب شده است مر عدم وصول ثمار را بکمالات لایقه خود و همچنین قتل مثلاً که شر است شریت او نه از جهت قدرت قاتل است بر قتل یا قاطعیت آلت یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکه از جهت زوال حیاتست و آن امریست عدمی الی غیر ذالک من الامثلة۔

رباعی

هر جا که وجود کرده سیر است ای دل | میدان بیقین که محض خیر است ای دل
هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود | پس شر همه مقتضائی غیر است ای دل

مثلاً میوے ہین جتنے سڑتے | سردی کے سبب سے ہین بگڑتے

دراصل تو حال یہہ نہین ہے | میوے کا کمال یہہ نہین ہے

بلکہ سردی ہے اسپہ حایل | جو اسکے کمال کی ہے حایل

ایسی ہی مثال قتل کی ہے | جسمین تو پڑی بدی بھری ہے

قاتل کی نہین کچھ اسمین تقصیر | جسکی قدرۃ مین کب ہے تاثیر

کاٹی نہین اسکو تیغ قاتل | مقتول کا عضو ہے قابل

بلکہ اک امر عارضی ہے | جو وجہ زوالِ زندگی ہے

امر عدمی کو ملنے کی | ایسی تو مثالین ہین بہت سی

ای دل ہے جہان وجود کی سیر | یہہ جان ہے محض خیر ہی خیر

شر مین عدمیت اتم ہے | جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

یان عین وجود خیر پر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

لائحهٔ سی و یکم

شیخ صدرالدین قونوی قدس الله تعالی سره در کتاب
نصوص میفرماید که علم تابعست مر وجود را بآن معنی که
هر حقیقتی از حقایق را که وجود است علم است و تفاوت
علم بحسب تفاوت حقایقست در قبول وجود کمالاً
و نقصاناً پس آنچه قابلست مر وجود را علی الوجه الاتم و
الاکمل قابلست مر علم را علی هذا الوجه و آنچه قابل است
مر وجود را علی وجه الانقص متصفست
به علم علی هذا الوجه و منشاء این تفاوت
غالبیت و مغلوبیت احکام وجوب و
امکانست در حقیقت اگر احکام وجوب
غالب تر است وجود و علم کاملتر

تجلی اکتیسوین

صدرالدین شیخ قونوی نے
فرمان نصوص میں ہے ایسا

ہے علم وجود ہی کا تابع
اس معنی پہ یہ ہوگا نافع

رکھتی ہے وجود جو حقیقت
ہوگا علم اسکو فی الحقیقت

پر حسب تفاوت حقایق
ہوگا وہ علم اسکے لایق

جسکے قابل وجود ہو یاں
خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان

جیسا ہو وجود جسکے قابل
ویسا ہے یہ علم اسپر عامل

قابلیت علم گر اسمین ہو
اسمین وہ کمال بھی اتم ہو

گر علم وجود ہو نہ خالص
اس وجہ سے وصف بھی ہو ناقص

امکان و وجوب ہین باہم
غالب مغلوب ہین یہ باہم

ظاہر ہے یہ فرق فی الحقیقت
بس ہے یہی باعث تفاوت

احکام وجوب ہون جو غالب
ایسا ہے وجود و علم کا

و در هر حقیقت که احکام امکان غالب تر وجود علم ناقص‌تر
و غالباً که خصوصیت حکم تابعیت علم مر وجود را که در
کلام شیخ واقع شده است بر سبیل تمثیل است لا جمیع
کمالات تابعه مر وجود را چون حیات و قدرت
و ارادت و غیرها همین حالست و قال بعضهم
قدس الله تعالے اسرارهم هیچ فردے از افراد
موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو
وجه است یکے آنکه بحسب عرف آنرا علم می‌گویند
و دیگرے آنکه بحسب عرف آنرا علم نمیگویند۔
و هر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقوله علم است
زیرا که ایشان مشاهده می کنند سرایت علم
ذاتی حق را سبحانه تعالی در جمیع موجودات ۔

کتب خانہ

غالب آئین جو حکم امکان | وان علم و وجود کا ہے نقصان
اس حکم کی خاص ہے جو خصلت | ہے علم کی جس سے تابعیت
ہو کر احکام ہی کا شامل | وہ خاص وجود پر ہے عامل
صدر الدین قونوی کا فرمان | تمثیل کی حیثیت سے ہے بیان
ورنہ جتنے ہیں یہ کمالات | تابع ہیں وجود کے بدرجات
قدرت و حیات و ارادات | مثل علم انکی بھی ہے حالت
بعضوں کا بیان ہے یہ عالی | موجود نہ علم سے ہے خالی
اشیاء موجود ہیں جو ساری | کوئی نہیں علم سے ہے عاری
پر علم کی وجہ دو ہیں معروف | موصوف ہے اور نہیں بھی موصوف
اک عرف سے علم یکہیں ہے | اک عرف سے علم ہی نہیں ہے
علم اہل شہود کو نمایان | ہے انکی نظر میں دونون یکسان
یعنے یہ علم ذات باری | بجملہ موجود میں ہے ساری

واز قبیل قسم ثانی آنست مثلاً کہ بحسب عرف آنرا عالم نمیدانند اما می بینیم اورا کہ تمیز میکند میان بلندی و پستی و از بلندی عدول میکند و بجانب پستی جاری میگردد و ہمچنین در اجل جسم متخلخل نفوذ میکند و ظاہر جسم متکاثف را تر طیب میکند و میگذرد الی غیر ذالک پس از خاصیت علم است جریان وے بر مقتضائے قابلیت قابل و عدم مخالفت با آن اما درین مرتبہ علم در صورت طبیعت ظاہر شدہ است علی ہذا القیاس۔

سرایت العلم فی سائر الموجودات بل سرایتہ جمیع کمالات التابعۃ للوجود فی الموجودات باسرھا

رباعی

ہستی بصفاتیکہ در و بود نہان	دارد سریان ہمہ اعیان جہان
ہر وصف زعینکہ بود قابل آن	بر قدر قبول عین گشت است عیان

جو عرف ہے از قبیل ثانی
اس علم کی ہے مثال پانی

پانی کو تو علم کچہہ نہین ہے
پر اسکو تمیز کچہہ نہین ہے

یعنی کہ بلندیون سے بہنا
اور پست جگہ مین جمع کے رہنا

یہہ خالی مسام مین در آئے
جاذب اجسام مین در آکے

اونچے سے اس کا ہے گذرنا
پستی مین جوف کو ہے بہرنا

خاصیت علم بہی ہے ایسی
قابل اسکے ہو چیز جیسی

لیکن ہے علم کی یہہ حالت
ظاہر ہے بصورت طبیعت

ایسا ہی علم کا بہی جریان
جملہ موجود مین ہے یکسان

بلکہ جتنے ہین سب کمالات
تابع جو وجود کے ہین بالذات

علم اور وجود کی سرایت
موجود مین ہے بلا نہایت

ہستی مین صفات ہین جو پنہان
اعیان مین ہے انکا پورا تبیان

جو وصف کہ عین کے تہا قابل
ظاہر ہوا حسب عین کامل

لائحہ سی و دوم

ہمچنانکہ حقیقت ہستی باز جہت صرافت اطلاق خودش ساریست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکہ در ان ذوات عین آن ذواتست چنانکہ آن ذوات در وے عین وے بودند ہمچنین صفات کاملہ او لکلہا۔ واطلاقہا۔ در جمیع صفات موجودات ساری اند۔ بمشابہ کہ در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند۔ چنانکہ صفات ایشان در ضمن آن صفات کاملہ عین آن صفات کاملہ بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی و انفعالی عین علم فعلی و انفعالی۔

تجلی بتیسوین

اطلاق کی روسی باصراحت — ہستی کی ہے جسطرح حقیقت

جُملہ موجود مین ہے ساری — ہے ذات مین انکی بلکہ جاری

اس رنگ سے ہے سمائی ہستی — ان ذاتون مین عین ہی ہے انکی

ہستی جو تھی عین ذات کامل — ایسے ہی صفات بھی ہین شامل

جتنے موجود مین ہین اوصاف — ہستی کے بھی ساری انمین ہین صاف

موجود کے وصف ہونگے جتنے — وہ عین صفات انکے ہونگے

وصفِ کامل ہین وصف انکے — عین اوصافِ کاملہ تھے

بس علم کا وصف علم ہی مین — ہو عالمِ جزئیات اسی مین

جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو — وہ علم بجزئیات سمجھو

ایسا ہی ہے کلیات کا علم — جیسا کہ تھا جزئیات کا علم

فعلی ہو یا ہو انفعالی — عینِ علم اس سے ہے نہ خالی

و در ضمن علم ذوقی و وجدانی عین علم ذوقی و وجدانی۔
تا غایتیکه در ضمن علم موجوداتیکه بحسب عرف ایشان را عالم نمیدارند۔ عین علمیست که لایق حال ایشان است۔
وعلی هذا القیاس سائر الصفات والکمالات۔

رباعی

ای ذات تو در ذوات اعیان ساری
اوصاف تو در صفات ایشان متواری
وصف تو چو ذات مطلق است اما نیست
در ضمن مظاهر از تقید عاری

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی
عینیت علم مین ہے وہ بھی

یان تک اس علم کا ہے نقشا
موجود جہان کے ہین جو اشیا

عالم نہین جانتے ہو جن کو
بے علم سمجھ رہے ہین ان کو

در اصل ہے عین علم ان مین
لائق جسکا کے ہمتا جن مین

ہین علم کے عین سب ہی حالات
ایسے ہی صفات اور کمالات

ساری اعیان مین ذات تیری
(یا سرتیان)
وصفون ہی مین نہان صفات تیری

جسطرح تری ہے ذات مطلق
ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجود جہان مین ذات باری
تقیید سے کچھ نہین ہے عاری

لایحۂ سی و سوم

حقیقت ہستی ذاتِ حضرت حق است سبحانہ تعالےٰ و شیون و نسب و اعتبارات آن صفاتِ او و اظہارِ او مر خودش را۔ متلبسہ بہذہ النسب والاعتبارات و نسل و تاثیرات و تعینات ظاہرہ مترتبہ علی ہذا الاظہار آثار او

رباعی

خود را بشیون ذاتِ آن کردہ مبین | شدہ جلوہ دہ از مظاہر معنی و دین
زین نکتہ کہ گفتم ای طلبگار یقین | ذات و صفت و فعل و اثر بخشد مبین

لایحۂ سی و چہارم

کلام شیخ رضی اللہ عنہ در بعضے مواضع فصوص بآنست کہ وجود جمیع اعیان ممکنات و کمالات تابعہ۔

تجلی تینتیسوین

ہستی کی حقیقت اوسکی ہے ذات / وصف اوسکی ہین تینون اعتبارات
پائے ہین نسب لباس جن مین / اظہار اسکا ہوا ہے ان مین
فعل اور اثر کا اوسکے اظہار / ہے شکل تعینات آثار
ترتیب سے ہے ظہور انکا / جو بین مین تہا مستور انکا
خود ذات ہی کے تینون مین اپنی / اس پردہ نشین نے کی تجلی
کونین مین جتنے ہین مظاہر / جلوے ہین اسی کے انمین ظاہر
بس دیکہہ یقین سے اے طلبگار / گر اپنی سمجہہ مین ہے تو ہشیار
نکتہ یہہ مین نے جو کہا ہے / فعل وصفت و ذات کیا ہے

تجلی چونتیسوین

ہین بعض فصوص شیخ اکبر / جن مین ہے کلام انکا اظہر
ممکن اعیان وجودی کے / اور اسکے وجود کمال تابعی کے

مر وجود را مضاف بحضرت حق است سبحانہ تعالی و
در بعضی مواضع دیگر مشعر بآنکہ آنچہ مضاف بحضرت حق است
همین افاضۂ وجود است وبس - و توابع وجود از مقتضیات
اعیان ثابتہ است و توفیق میان این دو سخن آنست
کہ حضرت حق را سبحانہ دو تجلی است یکے علمی عینی کہ صوفیہ
تعبیر از آن بفیض اقدس کردہ اند - و آن عبارتست از
ظهور حق سبحانہ ازلاً در حضرت علم بر خودش
بصور اعیان و قابلیات و استعدادات ایشان - و دوم
تجلی شهادی وجودی کہ معبر میشود بفیض مقدس و آن عبارت
است از ظهور وجود حق سبحانہ تعالی منصبغ باحکام و آثار
اعیان و این تجلی ثانی مترتب بر تجلی اول است و مظهر است مر کمالاتی را
کہ بتجلی اول در قابلیات و استعداد اعیان اندراج یافتہ بود -

حق ہی سے مضاف ہو گئے جانو
غیر حق کے تو حق نہین کسیکو

اور بعض مقام مین ہے یہ بھی
جسکی توضیح شیخ نے کی

جو کچھ ہے مضاف حق سبحان
بس ہمارا وجود کا ہے فیضان

اور جو تابع وجود کے ہین
ثابت اعیان کی وجہ سے ہین

ہے ان مین جو اتفاق باہم
حق کی دو تجلیان ہین مبہم

علمی عینی ہوئی جو پہلی
فیض اقدس ہے وہ تجلی

یعنے اعیان کی صورتون مین
ان کی سب قابلیتون مین

ازلاً حق کا ظہور اسمین تھا
ہے علم کے مرتبہ مین ہوتا

اور دوسری وسکی جو تجلی
ہوتی ہے شہادی و وجودی

موسوم باسم اصطلاحی
ہے فیض مقدس الٰہی

ظاہر ہے وجود حق سبحانہ
باحکام و آثار رنگ اعیان

پہلی یہ مرتب ہو کے جلی
علمی عینی ہے یہ تجلی

رباعی

یک جو ز تو نقش بسته صد گونه گدا | یک جو ز نصیب هر یکی داده جدا

آن جود نخستین ازلا بود و بر آن
این جود پسین است مترتب ابدا

پس اضافت وجود کمالات تابعه مر وجود را بحق سبحانه تعالی باعتبار مجموع تجلیین است و اضافت وجود بحق و اضافت توابع آن باعیان باعتبار تجلی ثانیست زیراکه مترتب نمیشود بر تجلی ثانی الا افاضه وجود بر اعیان و اظهار انچه اندراج یافته بود در ایشان بمقتضاء تجلی اول۔

اعیان مین جو پہلے بتدریج تھے　　ظاہر کئے یان کمال ان کے

یک فیض نے تیری باندہے جو نقش　　صد چند گدا کو ہین عطا بخش
یک فیض نے کی ادا سخاوت　　ہر اک کو جدا بحسب قسمت
اول ازلی ہے فیض تیرا　　آخر ابدی ہے فیض تیرا

پس جملہ وجود کے کمالات　　تابع جو وجود کے ہین بالذات
رکہتے ہین وجود حق سے نسبت　　سبکی ہے اسیطرف اضافت
حق یہہ کہ وجود حق تعالے　　مجموع ہے دو تجلیون کا
اور حق سے وجود کی اضافت　　ق　　اسکے تابع کی بھی اضافت
اعیان کیطرف اگر وہ پہنچی　　سمجھو کے ہے دوسری تجلی
ہے وجہ کہ دوسری تجلی　　ہرگز ترتیب پر نہو تی
جب تک پہلی کے تقاضا سے　　جو رنگ کہ اسمین مندرج تھے
ہوتا نہ وجود کا جو فیضان　　ہرگز ظاہر نہوتے اعیان

رباعی

بشنو سخنی مشکل و سرّی مغلق ... هر نعت و صفت که شد باعیان ملحق
از یک جهت آن جمله مضاف است بما ... وز وجه دگر جمله مضاف است بحق

تذییل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالیٰ و سریان نور او در جمیع مراتب وجود تا سالکان آگاه و طالبان صاحب انتباه بشهود هیچ ذات از مشاهدهٔ جمال ذات او ذاهل نشوند و بظهور هیچ صفت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل نگردند۔ و آنچه مذکور شد در ادای این مقصود کافی بود و تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد۔

سن بات جو دی بیان ہے　　اعیان کا جو فعل و صفت یاں ہے

اک وجہ سے ہی مضاف سب ہے　　اور دوسری وجہ سے ہی رب ہے

تذییل

مقصود یہ تھا عیار تو سے　　مطلوب یہ تھا اشار تو سے

پاوے تنبیہ اس سے طالب　　جتنے ہیں وجود کے مراتب

ان سب میں ہے نور حق کا ساری　　ہے سب پہ محیط ذات سبحان

تا جتنے ہیں سالکان آگاہ　　پائیں وہ طلب کی اس سے گویا راہ

جس ذات پہ وہ نظر اٹھاتے ہیں　　حق کا تجلی بھول جائیں

جتنے ہیں جو وصف دیکھیں کامل　　ہیں حق کے کمال سے نہ غافل

مقصود اس میں جو کچھ تھا کافی　　مطلوب بیان سے یہ وافی

کرکے بس مختصر یہ تقریر
لکھیں چند رباعیات تحریر

رباعی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند — افسون گری و فسانه سازی تا چند

اظهار حقایق بسخن هست خیال — ای ساده دل این خیال بازی تا چند

رباعی

در زندهٔ فقر عیب پوشی بهتر — در نکتهٔ عشق تیز هوشی بهتر

چون بر رخ مقصود نقاب است سخن — از گفت شنید ما خموشی بهتر

رباعی

ملکی چو درا کردن اعیان خروش سخن — یکدم نشد ازین بهره درای خاموش سخن

گنجینهٔ درهای حقایق نشوی — تا دام که چون صدف نگردی همه گوش سخن

رباعی

ای طبع ترا گرفته وسواس سخن — میدار گر اهل دانستی پاس سخن

مکشای زبان که شبها سر وجود — کین دُر نشود سفته بالماس سخن

جامی کب تک سخن طرازی افسون گری و رفسانہ سازی
ظاہر نہ سخن سے ہون حقایق باتین ہین خیال ہی کے لایق
اے سادہ دل ایسی چلبلی کب تک خاموش ایسا نیا کب تک

اس خرقۂ فقر مین سراسر پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سن تو مان کہنا بس عشق مین تیز ہوش ہنا
مقصد یہ سخن کا ہے جو برو باتون سے تو ہے خموشی اولے

خاموش کہ یون ہے اُسکے مانند افغان کب تک خروش تا چند
کیونکر اس گنج کے ہو لایق کسطرح ملین دُرِ حقایق
جب تک یہ تن صدف نہ ہوگا دُرِّ عرفان کبھی نہ ہوگا

ایدل مین سخن کے ہیچ وسواس دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار وجود کے نہ کھولو اس بات مین منہ سے کچھ نہ بولو
واللہ یہہ گوہر نہفتہ الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

رباعی

یکلحظه بهر یکی به عیب اندر نگرش		وانگه سبق از جمال غیب اندر کش
چون جلوهٔ آن جمال بیرون ز تو نیست		یا در دامان و نیز بجیب اندر کش

رباعی

ای کرده غمش اوفتاده چاک بکفن		آلوده مکن ضمیر پاکت بسخن
چون لال توان بود در و گر ازبس		لب را مکشا به نطق خاکت بدهن

رباعی

جای غم دوست ست بعالم ندهی		با هر که نه اوست تهی اینغم ندهی
مرغ غم او بحیله شد با ما رام		خاموش که مرغ رام را رم ندهی

تمت بالخیر

یہہ سخت جو دکہے ہین موتی	باتون کی سوئی نہین ہوتی
پردہ کو اوٹھا مثلک تب عجیب	جب دیکہہ جمال صورت غیب
ہے اسکا جمال تیرے اندر	وہ جلوہ نہین ہے تجہسے باہر
دامن مین پاؤن کو چہپا لے	سر اپنا جیب مین جہکا لے
غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک	دل اپنا نکر سخن سے ناپاک
خاموش جو ہو نجات ہے یہی	گونگا جو بنے تو بات ہے یہی
لب کہول نہ تو کبہی سخن مین	مٹی پڑے اس ترے دہن مین
جامی سن دوست کا جو ہے غم	عالم کو مدے نہ کرا سے کم
اس شرح مین بند بس زبان کہہ	جو غیر ہوا اُس سے تو نہان کہہ
اس مرغ کا خامشی جو ہے دام	حیلے سے ہمارا ہو گیا رام
جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجے	غفلت سے کہین اڑا نہ دیجے

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ چشتیہ صابریہ عالیہ

مخمس غزل مولانا جامی علیہ الرحمہ

الٰہی از لطف پیر صغر اکبر پاک از عشق ما
بحق خاص مولیٰ ما دلیل پاک رسول ما
بعین لطف چشم دل ما بنور اسم تو محو فرما
احن شوقاً الی دیارٍ لقیت فیہا جمال سلمیٰ

کہ می رساند از آن نواحی نوید لطفے بجانب ما

بحق حافظ پیر قطب زمان اکرم بہ عرفانی
بدر رہبران شیخ کبریا بت گنج علم شاہ ابوالمعالی
بلطف سالم و بحکم شیخ آن ہمیں تجلّی حسن لا یزالی
بکت عینی علی شوقٍ و فی قلبی حلال و اویلا

کہ داند آخر طبیب وصلت مریض ہجر در کند دوا

مرا تو اگر دستگیری سن بپائے تو سر نہادہ
بحب بو سعید و اللہ انعام بگیرد زیادہ
خبابیت ذات قع شہود صحتی ما یک غریب بیخ پیادہ
بوادی غم نشستہ افتادہ زمام فطرت ز دست دادہ

نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

[12] نظام الحق بیت لیلی من عجم من بهار وستمال
جمال حق شیخ [13] جلال محمود و هم [14] ز قدوس سید حاصل

[15] محمد عارف چو آئینه شد و عاقف [16] احمد بحسن کامل
زهی جمال تو قبله جان حریم کوی تو کعبه دل

فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعی

[17] بذوق عبد الحق و دولی [18] جلال الدین رحمن زین رو
[19] ز شمس دین گشت [20] صابر مجاهدم سخن بگو ز کلیر

دعا کنید چون فرید [21] ای نظام الطاف گنج شکر
اگر بجورم برانی از در و گر بتیغم بگلنی سر

قسم بجانت که بر ندارم سر از درت ز خاک آن پا

[22] بقطب دین بختیار کاکی [23] معین دین گفت سر بپا
[24] بسید عثمان شاه هارون [25] رموز حاجی شریف محسن

[26] ز خواجه مودود [27] ناصر الدین [28] ابو محمد شده ببین
ز مهر عشق تو تو ساکن بیابان ربا شوق لیکن

زبی زبانی غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

[29] به بخت نازم ز خواجه احمد [30] ابو اسحاق شد رسائی
خوش است در دی [31] که علو ممشاد [32] آن بصیر ابو دوائی

دلم ربودی [33] حذیفه مرعشی [34] لطف ادهم ز دلربائی
بناز گفتی فلان کجائی چه تو حالت ز بن جدائی

مرضت عشقاً و مت هجراً فکیف اشکو الیک شکوا		
قضیق و انه در حسن تصیری خیم منم کلکتا ہمان [illegible]		چه دور و نزدیک لیست بالاتخت صحرا پیر بن کن
دل محمد نا صرکه گشت اینما تولوا		بر آستانت کمینه جامی بحال بودن نبید از آن
بکنج فرقت نشسته محزون بکوی محنت گرفته ماوا		

صحت نامہ لوائح جامی تجلیات دل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	امید دون	امیدون	۳۳	۵	کتاب و	کتاب
۵	۸	ہتہ	پہ	۳۶	۵	نسبت این شریفہ	نسبت شریفہ
۹	۱۰	سجھہ	تجہہ	۳۶	۱۰	بطالت	ببطالت
۱۱	۵	ستی	مستی	۳۷	۷	معرف	معروف
۱۲	۱۱	روش	روشن	۴۰	۶	اخیار	اغیار
۱۶	۷	نغمہ رن	نغمہ زن	۴۳	۳	باقی اللہ اللہ	باقی اللہ
۱۶	۱۰	نغمۂ	نغمہ	۴۲	۸	فناء زفنا	فناءِ فنا
۱۸	۲	توانگر	تونگر	۴۶	۳	ظہور	طہور
۲۳	۴	اجیاب	احباب	۴۷	۲	بہی	یہی
۲۳	۱۰	منہی	منتہی	۴۷	۳	حالی	خالی
۲۴	۸	من	مین	۵۲	۱۰	قوتی	فوتی
۲۴	۸	اسکا	جسکا	۵۲	۱۰	نہ تحت	ونہ تحت
۳	۱۰	کے	کی	۵۴	۳	صبغۃ	صبغۃ
۴	۱۱	وزبان	و بآن	۶۱	۲	کیغیت	کیفیت
۴	۱۲	ذین	دین	۶۱	۱۰	جادہ	جلوہ
۵	۹	پہنوئی	پہوئی	۶۲	۴	ستنیع	مستنیع
۶	۳	مرسم	نرسم	۶۳	۱	زانی	ذاتی
۱۸	۲	درد دل	در دل	۶۳	۱۱	نسبت	نسبت
۱۹	۴	تیرے مین	تیرے دل مین	۶۵	۳	ذات	ذات
۲۳	۹	مین ہے حقیقت	مین حقیقت	۶۵	۵	نیکے	بنکے
۳۰	۲	صاحب مرکی	صاحب خدمرکی	۶۶	۲	تو	نور
۳۱	۶	انسان سے	انسان مین	۶۶	۷	اتصاف	اتصاف
۳۱	۶	جسم مین	جسم سے	۶۹	۱۰	بعص	بعض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۰	مخالی	مجالی
۳۳	۲	جیرت	صورت
۶۴	۷	جملیکہ	حملیکہ
۷۲	۸	ہرستان	ہرشان
۷۶	۲	کمال قال	کما قال
۷۹	۴	ہستی	ہنسی
۷۹	۶	گرہیم جملہ	یہہ جملہ
۸۰	۲	حقیقت ر	حقیقت
۸۰	۳	جور	وجود
۸۰	۶	بشہونہ	بشگوفہ
۸۲	۷	تقفض	تقنفح
۸۴	۲	وحدیت	وحدت
۸۴	۱۰	شود	نشود
۸۶	۲	بلین	یلیق
۸۷	۷	جزوکل	جزؤ و کل
۸۹	۳	عمر	عمرو
۸۹	۵	عمر	عمرو
۸۹	۹	ہوپلید	ہوگیا پلید
۸۹	۱۰	ہر	پُر
۹۱	۱	چمک	چمکے
۹۰	۷	نہ	بہ
۹۰	۸	ماز	از
۹۲	۵	لوبتو	بتو
۹۲	۶	مستلزم	مطلق مستلزم
۹۳	۲	ناپیدا	ناپید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۲	ہذہ لاعتبارات	ہذہ الاعتبارات
۷۳	۱	ہ	وہ
۱۰۵	۶	ہرایک	ہراک
۱۰۵	۷	ہرایک	ہراک
۱۰۵	۸	مین	ہین
۱۰۹	۴	تعوت	نعوت
۱۱۱	۴	ہے	ہین
۱۱۱	۷	کی ہتی	کی ہے ہستی
۱۱۳	۱۰	پس	بس
۱۱۶	۱۲	اندسے	اندر وکے
۱۱۷	۶	ادرتبات	اوررتیات
۱۱۹	۴	مین	ہین
۱۱۹	۱۰	مین ظاہر	مین ہے ظاہر
۱۲۰	۵	سراین	سرحرفِ این
۱۲۰	۹	حق	خلق
۱۲۰	۱۰	باطن	باطنِ عالم
۱۲۱	۱۰	پاتاہے	پایاہے
۱۲۳	۱	ہے	بھی
۱۲۳	۱۱	درآنے	درسہرآنے
۱۲۴	۷	دائیادر	دائیا
۱۲۴	۸	کاراند	درکاراند
۱۲۵	۴	مین	ہین
۱۲۸	۱	تعینے	و تعینے
۱۲۸	۲	ھذا الا	ھکذا الی
۱۲۸	۸	دررازمنہ	دور ازمنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۱۰	تیسرے	سہرے	۱۳۹	۱	مقصود	مفقود
۹۷	۱۰	ترے	تری	۱۴۱	۵	مین	ہین
۱۴۲	۴	لاالنسق	لاالنطق	•	•	•	•
۱۴۲	۱۲	بغیہ	بغیر	•	•	•	•
۱۴۲	۹	فضول	فصول	•	•	•	•
۱۴۲	۵	لہکذا	ہکذا	•	•	•	•
۱۴۳	۴	نہ روئے	زرروئے	•	•	•	•
۱۴۳	۶	عین	ہے عین	•	•	•	•
۱۴۴	۱۲	عاجز باشد	عاجز باشد از اقامت دلیل	•	•	•	•
۱۴۶	۱	از اقامت دلیل اہ	واللہ	•	•	•	•
۱۴۷	۷	فقولات	فضولات	•	•	•	•
۱۵۰	۱۱	بجبر	بجر	•	•	•	•
۱۵۰	۱	الرہجا	لرہجا	•	•	•	•
۱۵۹	۷	برما	وما	•	•	•	•
۱۶۲	۷	خبر	خیر	•	•	•	•
۱۶۴	۱۱	سر	سیر	•	•	•	•
۱۶۶	۳	تالعبت	تابعست	•	•	•	•
۱۶۸	۱	وجود علم	وجود علم	•	•	•	•
۱۶۸	۱۰	ار	از	•	•	•	•
۱۷۰	۴	نتوذ	نفوذ	•	•	•	•
۱۷۵	۱۰	ہی این	ہین	•	•	•	•
۱۷۶	۸	شدہ	شد	•	•	•	•
۱۷۸	۱۰	منصبع	منصبغ	•	•	•	•
۱۷۹	۱۱	اواست	اول است	•	•	•	•
۱۷۹	۶	عینی	غیبی	•	•	•	•

تتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۱۲	تہ	پہ	٠	٠	٠	٠
۱۸۴	۸	شند	شو	٠	٠	٠	٠

کتب خانہ

اطلاع

ترجمہ منظوم اردو لوایح جامی موسوم بہ تجلیاتِ دل حسب قانون سرکارِ عالی و سرکارِ عظمت مدار رجسٹری ہو چکا ہے اور اسکا حق طبع محفوظ کر دیا گیا ہے۔ لہذا کوئی شخص بغیر میری اجازت حاصل کئے اس کے چھاپنے یا چھپوانے کا مجاز نہیں۔

العبد

لقمان الدولہ